ے کر مکہ روانہ ہوئے۔ مکہ کے قریب حدیبیہ مین قیام کیا قریش آپ کے مکہ مین داخل ہونے
کے مانع ہوئے۔ مسلمانون کی طرف سے حضرت عثمانؓ مکہ مین گئے تاکہ قریش کا عندیہ
معلوم کرین۔ ان کے قتل کی خبر مشہور ہونے پر مسلمانون نے ایک درخت کے نیچے آنحضرتؐ
کے ہاتھ پر لڑنے مرنے کی بیعت کی۔ یہ بیعت تاریخ مین بیعت رضوان یا بیعت تحت الشجر
کے نام سے مشہور ہے۔ بالآخر حضرت عثمانؓ کے واپس آنے پر قریشیون سے صلح ہوگئی۔
جسمین مسلمانون کو دوسرے سال حج کی اجازت دیگئی بشرطیکہ وہ بے سلاح آوین۔
اور دس برس تک کوئی جنگ نہ کیجائے۔ اس صلح سے قریش نے مسلمانون کی قوت کو
تسلیم کر لیا جو ابتک کفار کے سامنے بہت ہی کم تعداد مین اپنی محافظت کے لیے متواتر
جنگ کرنے کے لیے مجبور کیے جاتے تھے۔

یہودیون کا ایک قبیلہ خیبر مین مسلمانون کے پہلو کا خار باقی رہ گیا تھا وہ اپنی اراضی کی
زرخیزی اور اپنی قوت کے بھروسے پر فطرتاً مسلمانون کے لیے مار آستین سے کم نہ تھے۔
آخرکار پولیٹیکل وجوہات کی بنا پر غالباً سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ خیبر کا قلعہ کفار قریش کے
تجارتی راستے پر تھا۔ اور یہود اُنسے ساز باز رکھتے اور یہ اُنکو پناہ گاہ اور کمین گاہ
کا موقع دیتا۔ مسلمانون نے ایک بڑی جمعیت سے خیبر کا محاصرہ کیا جسمین خصوصاً
حضرت علیؓ کے کارنامے بہت معروف ہین۔ یہودی آخر مغلوب ہوئے اور ذمیون
کی طرح رہنا اور اپنی زمین پر محصول دینے کا وعدہ کیا۔ یہ یہودی مدینے مین حضرت عمرؓ
کے زمانے تک رہے۔ جب اُنھون نے اُنکو کسی غداری پر جلاوطن کردیا۔ اس کے بعد
مسلمان مدینے اور اس کے حوالی مین بجائے پناہ گزین کے حاکم ہوگئے اور اب انکے
مقابل صرف اہل مکہ کے قریش تھے جن پر حدیبیہ کے تیور سے ابھی دھاک بندھ

چکی تھی۔ اور انھون نے خود بخود دس برس تک مسلمانون کو آرام سے رہنے کے لیے چھوڑ دیا
تھا اور جب مطابق شرط صلح کے حضرت دوسرے سال دو ہزار مسلمانون کے ساتھ مکہ کے
حج کو تشریف لے گئے تو قریش نے حج مین کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی آنحضرتؐ نے اب بادشاہ حبشہ
حاکم مصر، قیصر روم، کسریٰ فارس اور عرب کے روسا کو اسلام لانے کے لیے نامے لکھے جسمین
سوا کسریٰ کے سب نے نہایت احترام سے نامہ کا جواب دیا۔ اور بادشاہ حبشہ اسلام
لایا۔ آنحضرتؐ نے حاکم بصرے غسان کو اسلام لانے کے لیے جو نامہ لکھا تھا۔ اس کے قاصد
حارث بن عمیر کو رومیون نے قتل کرا دیا۔ اس خون کا بدلہ لینے کے لیے ایک مہم تیار کیگئی
جسکے قائد زیدؓ بن حارثہ مقرر کیے گئے۔ آنحضرتؐ نے احتیاطاً فرما دیا تھا کہ اگر زیدؓ بن حارثہ
شہید ہو جاوین تو جعفرؓ بن ابی طالب انکی جگہ پر مقرر ہون اور اگر ضرورت پڑے تو ان کے بعد
عبداللہؓ بن رواحہ۔ یہ فوجین فلسطین کے مغرب مطاء کے مقام پر حملہ آور ہوئین۔ اُدھر
رومیون نے ایک گران فوج مع غسانی عربون کے مقابلے کو بھیجی۔ ایک شدید جنگ
واقع ہوئی حضرت زیدؓ اسلامی فوج کے آگے شہید ہو گئے اور جعفرؓ بن ابی طالب نے لوائے
اسلام کو سنبھالا۔ جنگ کرتے کرتے جب ان کے دونون بازو کٹ گئے تو انھون نے
جھنڈے کو سینے سے لگا لیا۔ حتی کہ شہید ہو گئے۔ عبداللہؓ بن رواحہ نے فوج کو سنبھالا
مگر وہ بھی شہید ہو گئے۔ ان کے بعد حضرت خالدؓ جنھون نے معرکۂ اُحد مین مسلمانون کی
صف کو اُلٹ دیا تھا اور اب مسلمان تھے۔ مسلمانون کی امارت لی اور اس دلیری سے لڑائی
ہوئی کہ دشمنون کو شکست ملی۔ کفار سر بہ پیر رکھ کر بھاگے۔ مسلمانون نے تعاقب کیا لیکن
رات درمیان مین حائل ہو گئی۔ مسلمانون کی فوج اول ہی سے رومی فوج کے مقابلے مین
بہت ہی کم تھی اور اب تو بہت سے شہدا کی وجہ سے اور بھی کم رہ گئی تھی۔ صبح حضرت خالدؓ نے

اسلامی فوج کو اس ترتیب سے نکالا کہ رومی سمجھے کہ اور فوج پہونچ گئی اور وہ اپنا تمام سامان چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک کثیر مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ پڑا۔ حضرت خالدؓ کو اس جنگ کی فتح مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیف اللہ کا خطاب دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس جنگ مین ۹ تلوار آپ کے ہاتھ مین ٹوٹ چکی تھی۔

رومی مؤرخون نے اس جنگ کا ذکر اور اپنی شکستون کا اقرار کیا ہے۔ اگرچہ وہ طبعی طور سے رومی فوج کی قلت کو اسکا سبب بتاتے ہین۔

بالآخر وہ وقت آ پہونچا۔ جب تمام عرب ایک یاقوت مذہب کے ساتھ عظیم قوم بن جائے صلح حدیبیہ کے دو سال بعد قبائل قریش نے خود صلح کو توڑ ڈالا اور مسلمانون کے حلیف ایک بدوی قوم پر حملہ کر دیا۔ آنحضرتؐ نے دس ہزار مسلمانون کو لے کر مکہ پر چڑھائی کی حضرت عمرؓ کو پیچھے فوج کی نگہبانی پر رکھا اور آپ خود فوج کے ساتھ آگے تھے میمنہ پر حضرت علیؓ اور میسرہ پر حضرت خالدؓ سیف اللہ مقرر تھے۔ اور خود ہی بذات نفیس سُرخ عبا زیب تن فرمائے ان سب کی سرداری کر رہے تھے آپکا حکم تھا کہ دوران جنگ یا کوچ مین کسی پر زیادتی نہ کیجائے کیونکہ زیادتی کرنے والے کو خدا دوست نہین رکھتا۔ اہل مکہ کے اس اللہ والون کی فوج کی خبر سُنکر ہوش اُڑ گئے۔[1]

اہل مکہ کا رئیس ابوسفیان اطاعت یا جاسوسی کے خیال سے اسلامی معسکر مین آیا۔

[1] کتاب تثنیہ موسیٰ کے ۳۳ باب کے دوسری آیت مین یون تحریر ہے۔ خدا سینا سے آیا سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ وہ دس ہزار قدسیون کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ مین ایک آتشی شریعت تھی۔ بعض لوگون کا گمان ہے کہ فاران (جو مکہ کے قریب ایک پہاڑی کا قدیم نام ہے) سے دس ہزار قدسیون کے ساتھ خدا کا جلوہ گر ہونا اور آتشی شریعت آنحضرت کی رسالت اور فتح مکہ دونون کی بشارت ہے۔

اسکی ملاقات اتفاق سے حضرت عباسؓ سے ہوگئی۔ حضرت عباسؓ کے سمجھانے سے وہ
اطاعت بلکہ اسلام قبول کرنے کو طیار ہو گیا۔ مگر اسلامی فوج کی انٹلیجنس کی ماموریت
حضرت عمرؓ کے سپرد تھی۔ انھون نے بہت ردوکد کی اور اگر حضرت عباسؓ اپنی حفاظت
مین نہ لے لیتے تو اسکا خاتمہ ہوجاتا۔ ابوسفیان کے ظاہرا اسلام نے اسکو ذلت کی موت سے
بچا لیا۔ آنحضرتؐ سے ملکر وہ مکہ واپس آیا۔ رؤسا ر مکہ کو جمع کرکے اُنکو فہمائیش کی کہ اب ان کے
لیے بجز اطاعت کے کوئی چارہ نہین۔ ہندہ جب اسکی عورت نے یہ خلاف امید باتین
اپنے شوہر سے سُنین تو غصے سے لال پیلی ہوکر برسر محفل اسکی ڈاڑھی پکڑکر کہا کہ اس بڈھے
فرتوت کی باتون کا خیال مت کرو۔ مگر ابوسفیان کی صلح جویانہ پالیسی آخر غالب رہی اور
اہل مکہ نے بغیر لڑے اطاعت قبول کرلی۔

آنحضرتؐ احرام باندھے ہوے مکہ مین داخل ہوے۔ اور اڑتالیسوین سورہ کی تلاوت
فرما رہے تھے۔ سب سے پہلے آپ نے طواف کعبہ کیا۔ اور دوسرے ارکان حج ادا فرمائے۔ اس کے
بعد آپ بتون کی طرف متوجہ ہوے اور کعبہ کو ڈوہزار بتون کی ناپاکی سے پاک فرمایا۔ آپ کے
کاندھون پر چڑھکر حضرت علیؓ نے کعبہ کی چھت والے بتون کو توڑکر پھینکدیا۔ بجز چند
واجب القتل شقی کے جنکی تعداد چار یا پانچ سے زیادہ نہ تھی۔ اہل مکہ کے لیے عام معافی
اور امان کا اعلان ہوگیا۔ تمام قریش مع ابوسفیان اور ہندہ اسکی عورت کے آپ کے
ہاتھ پر اسلام لائے اور اطاعت قبول کی۔ اور آٹھ برس پہلے جہان سے آپ "رب اخرجنی
مخرج صدق وادخلنی مدخل صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا" فرماتے ہوے
اپنے ایک ساتھی رفیق کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ آج آپ فاتح کی حیثیت سے داخل ہوے۔
پندرہ روز تک آپ مکہ اور اس کے قرب وجوار کے قبائل کی کامل اطاعت اور اسلام

لانے کے لیے مختلف مہمین بھیجتے رہے - جن لوگون نے اطاعت قبول کرنے پر اب بھی
آمادگی ظاہر نہ کی انمین قبیلہ ہوازن - ثقیف اور سعد کے چار ہزار سوار اپنے سردار
مالک کی ماتحتی مین طائف کے قریب ایک مقام حُنین مین مجتمع ہوئے - آنحضرت ۱۰ سو انصار
اور دو ۲ ہزار اہل مکہ کے ساتھ مقابلے کو نکلے - دشمن نے ایک پہاڑ کے تنگ درے مین
مورچے بنائے تھے - مالک کے پہلے اچانک حملے سے مسلمانون کے پیر اُکھڑ گئے -
آنحضرت صلعم مع دس صحابی کے اپنی جگہ پر باقی رہے - حضرت نے غصہ سے اپنی سواری کو دشمنون
کے ہجوم مین گھُسنے کے لیے ایڑ لگائی - مگر حضرت عباس رض نے لگام پکڑ لی - اور اُنھون نے چلا کر
آواز دی کہ اصحاب سمرہ اور بیعت رضوان کہان ہین - ان کی آواز سُنکر مسلمان لَوٹ
پڑے - اور مستعدی کے ساتھ لڑے اور کفار کو سخت شکست دی - اس جنگ
مین چھ ۶ سو قیدی ۲۴ ہزار اونٹ - ۴۰ ہزار بھیڑ بکریان اور بہت مقدار سونے چاندی
کی غنیمت مین ہاتھ آئی - مالک کا تعاقب طائف تک کیا گیا مگر طائف کا قلعہ
مستحکم تھا اور بیس ۲۰ روز کے محاصرے کے بعد آنحضرت صلعم نے کوچ فرمایا - کفار کو اب
یقین ہو گیا کہ اگر اس سال نہین تو دوسرے سال انکا بچنا محال ہے - اسی سال
کے اندر سرکش قبائل نے اسلام لاکر اطاعت کر لی - حضرت صلعم نے تقسیم غنیمت مین
نو مُسلمون کو زیادہ ترجیح دی چنانچہ صرف ابوسفیان رض کو تین ۳ سو اونٹ عطا فرمائے -
طائف کے فتح ہونے پر آنحضرت سرحد شام سے لیکر سرحد یمن تک بلا شریک تمام عرب کے
سلطان تسلیم کر لیے گئے - قیصر روم کو جنگ موتہ کی شکست یاد تھی - اور اب اس بڑھتی
ہوئی طاقت کے دبانے کے لیے اسنے سرحد پر فوج کو بڑھانا شروع کیا - آنحضرت نے حفظ
ماتقدم کے خیال سے شام پر ایک دوسری مہم روانہ کرنے کا تہیہ کیا - مسلمان فدائیون

کی تیس ۳۰ ہزار فوج جمع ہوکر شام کی طرف روانہ ہوئی - اگرچہ بعض منافقین نے گرمی اور حسادی کے موسم کا بہانہ کرکے بددلی پھیلانی چاہی مگر جفاکش مسلمان دس روز کی گرمی اور جلتی ریگستان کا مقابلہ کرتے ہوے تبوک پر آپہونچے - قیصر نے اس اچانک مستعدی کو خلاف توقع پاکر اپنی فوج کو پیچھے ہٹا لیا - بیس روز تک مسلمانون نے سرحد کے رؤسا کو زیر اطاعت لانے مین صرف کیا - ان مین ایلیا (القدس) کا رئیس تیجنے بھی تھا - جسکو آنحضرت صلعم نے امن و امان کا پروانہ دیا اور اسنے سالانہ ۳ ہزار دینار خراج کا اقرار کیا - کہتے ہین کہ آپ نے ایک ردا مبارک بھی اسکو عطا فرمائی تھی جو پشتہا پشت اس کے خاندان مین رہی اور اسکو آخر مین خلفاے بنی امیہ نے خرید لیا اور اب وہ سلطان عثمانی کے پاس ہے -

آنحضرت صلعم سے پہلے عرب مین ایسی مستقل اور متحد حکومت کبھی نہ دیکھی گئی تھی - پانچ ملوک یمن نے وفد بھیجکر اسلام قبول کیا - ایک روایت مین ہے کہ جب حضرت کے نامۂ مبارک کی کسرے نے بے حرمتی کی تو اس کے ساتھ اپنے حاکم یمن باذان کو حکم بھیجا کہ اس خط کے لکھنے والے کو گرفتار کرکے جلد دربار مین بھیجے - باذان کے آدمی اس پیام کو لیکر مکہ پہونچے تو حضرت نے فرمایا کہ اسی رات کسرے قتل ہو جائیگا - جب باذان کو اس پیشینگوئی کی تصدیق ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا - آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کو اپنا خلیفہ بناکر یمن مین اشاعت اسلام کے لیے روانہ فرمایا - اسی دو سال کے اندر بقیہ عرب کے وفود آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بعضے اسلام لائے اور بعضون نے اطاعت قبول کی - یہ سال وفود ہجرت کا نوان سال تھا - آنحضرت ہر قسم کے دنیاوی انتظام - حاکمون - قاضیون اور معلمون کا تقرر فرماکر آخری حج الوداع ادا فرمانے مکہ تشریف

لے گئے۔ آپکے ہمرکاب ایک لاکھ چودہ ہزار مسلمان شریک تھے۔ کہتے ہین کہ ہرسال
تمام عالم سے مسلمان اتنی ہی تعداد مین حج کے لیے مکہ آتے ہین۔ اسوقت آپ
تمام جزیرہ عرب کے امیر الامرا تھے۔ اور آپنے عرب کو ایک حبل اللہ مین باندھکر اسکی
بنیاد کو ہمیشہ کے لیے استوار کردیا۔ حج الوداع کے بعد آپ مدینہ منورہ مین تپ کی
بیماری مین ۱۱ روز علیل رہ کر ۶۵ وین سال اس دنیا سے رحلت فرما ہوے۔ اور خاک
مدینہ طیبہ کو آپکے جسد مبارک کے آغوش مین رکھنے کا فخر حاصل ہوا۔ اور آج ۴۰ کروڑ
بنی نوع انسان آپکے نام اور آپکی نبوت کا دنیا کے ہر کونے سے پانچ وقت بآواز بلند
اعلان کرتے ہین۔ اور اس سے زیادہ وقتون مین آپ کی روح پر فتوح کو درود شریف کا
تحفہ پہونچاتے ہین۔

آنحضرت کے انتقال کے بعد آپکے رفیق و یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خلیفہ ہوئے۔ آنحضرت نے بستر مرگ پر وصیت فرمائی تھی کہ عرب مین سواے اسلام کے
دوسرا مذہب باقی نہ رہے گا۔ اس وصیت کو تمام کرنا حضرت صدیق اکبر کا کام تھا حضرت
کی وفات کے بعد عربی قبائل نے جو محض ڈر کر حلقہ بگوش اطاعت ہوے تھے۔ اب انھون نے
ہاتھ پیر نکالنے شروع کیے بعضون نے زکوۃ دینے کا عذر کیا۔ بعض شیاطین نے اپنے کو
پیغمبری کا دعویدار بنا رکھا تھا جس مین دو شخص طلیحہ اور مسیلمہ مشہور تھے۔
یہ قبائل کو گمراہ کرکے اپنے مرید کر رہے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
نے حضرت خالد سیف اللہ کی سرداری مین کئی تادیبی مہمین بھیجین طلیحہ شکست
کھاکر پھر مسلمان ہوگیا۔ اور ایک مرتد گروہ جسکا سردار مالک تھا اسنے بھی اطاعت
قبول کرلی۔ مگر حضرت خالد کی غلط فہمی سے وہ اور اُسکے شرکا قتل ہوگئے۔ خالد نے

ایک اور زیادتی یہ کی کہ اسکی بیوی سے بلا اختتام عدۃ نکاح کرلیا یعنی اس کے ساتھ لونڈی کا سلوک کیا - اسپر حضرت عمرؓ سخت ناراض ہوے - حضرت خالدؓ نے عذر کیا کہ غلطی کی وجہ یہ تھی کہ انھون نے اپنے آدمیون کو اسیرون کو سردی سے بچانے کے لیے کپڑے اڑھانے کو کہا اور انکی زبان مین وہی لفظ قتل کے مرادف تھا - خالدؓ نے حضرت ابو بکرؓ کو یاد دلایا کہ آیا خود پیغمبر صلعم کی زبان مبارک سے اُنھون نے یہ نہین سُنا کہ خالدؓ سیف اللہ ہے اور یہ کہ خدا کی تلوار بجز کافرون اور منافقین کے کسی کو قتل نہین کرتی - مسیلمہ کذاب جسنے زمانہ نبوت مین اپنی نبوت کا دعوے کیا تھا اور آنحضرتؐ کو سلطنت اور نبوت کے باہم تقسیم کرنے کو لکھا تھا وہ اب ایک بڑے مخالف کا سرگروہ تھا - مسیلمہ آخر ایک بڑے سخت مقابلے کے بعد مارا گیا اور اسکے ہوا خواہون کا بھی ایک کثیر حصہ قتل ہوا - لیکن اسمین قریب سات سو صحابہؓ کے شہید ہوگئے - اسی مسیلمہ کے معرکے کے بعد حضرت ابو بکرؓ کو قرآن مجید جمع کرنے کی توجہ ہوئی - کیونکہ قرا اور حفاظ کے شہید ہوجانے سے قرآن شریف کے بعض حصّون کے ضایع ہو جانے کا اندیشہ تھا - مسیلمہ کے بعد دوسرے عرب گروہ مخالفت کے لیے اُٹھے مگر آخر شکست کھاکر پھر مطیع ہوگئے - اور حضرت صدیق اکبرؓ کی خلافت کے اوّل سال تمام عرب مین پھر امن و سکون ہوگیا -

فتوحات شام عرب مین پھر امن و امان ہونے کے بعد حضرت ابا بکر صدّیقؓ نے اُمراءِ عرب کو نامے بھیجے - جسکا مضمون یہ تھا کہ "مین تم کو شام پر جہاد کرنے کے لیے بُلاتا ہون اور اُسکو کفر و ضلالت سے پاک کرنا چاہتا ہون - یاد رکھو کہ جب لوگ خدا کی راہ مین جہاد کرنے سے مقصر ہوتے ہین تو خدا اُنکو ذلیل کرتا ہے" اس اعلان کی

خبر ہوتے ہی یمن۔ مکہ۔ حضرالموت۔ اور عرب کے تمام حصّوں سے مسلمان مدینہ منورہ میں جمع ہونے شروع ہوئے۔ جب کافی تعداد ہوگئی تو حضرت صدیق اکبرؓ نے زیدؓ بن ابی سفیان کی سرداری مین اُنکو شام پر حملہ کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ اور رخصت کرتے ہوے یہ وصیّت فرمائی کہ کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرنا۔ اپنے وعدون کو ایفا کرنا۔ اپنے آدمیون کی راحت اور آرام کی فکر کو مقدم جاننا۔ میوہ دار درختون کو نہ کاٹنا۔ اور نہ مویشیون اور نہ زراعت کو برباد کرنا۔ اپنی فتح کرنے والی تلوار کو عورتون۔ بوڑھون۔ اور بچون کے خون سے آلودہ نہ کرنا۔ آپنے ہدایت فرمائی کہ اگر تم کو ایسے لوگ ملین جو دُنیا کو ترک کرکے ایک گوشے مین خدا کی یاد کرتے ہین تو اُنسے معترض نہ ہونا۔ لیکن ایسے ریاکارون کو جو اپنے سر کو نصف مُنڈاتے ہین (یعنی نصرانی بطریق) وہ شیطانی گروہ مین سے ہین اور تاوقتیکہ وہ قران یا جزیہ قبول نہ کرین انکے ناپاک جسم سے انکا سر جُدا کرنے مین تامّل نہ کرنا۔ اس حملے کی خبر جب ہرقل قیصر روم کو پہونچی تو اسنے فوجون کی تیاری اور اپنی قوم کے جاہ و غرور کو عربون کی ذلت و خواری کے مقابلہ مین غیرت دلانیکا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ لیکن پہلے ہی مقابلے مین عیسائی بارہ ۱۲۰۰ سو مقتول جنمین ان کا سردار بھی شامل تھا چھوڑکر بھاگ گئے۔ اسلامی فوج سے حضرت صدیق اکبرؓ کو برابر فتوحات کی خبرین ملتی رہین۔ آپنے فوج کی امداد پر ایک دوسری مہم تیار کی۔ جس کے قائد اعلے عمرو بن العاصؓ مقرر کیے گئے تھے۔ اور تمام عسکر شام پر ابو عبیدہؓ جرّاح امیر مقرر ہوے حضرت خالدؓ اس زمانے مین عراق کی مہون مین مشغول تھے۔ اسوقت تک شام کی متواتر فتوحات سے تدمر۔ عمان اور حوران پر عربون کا قبضہ ہو چکا تھا۔ بصرے کی فتح مین حضرت شرجیل کو اول چار ہزار سوارون سے

حاصل نہوئی - اور اُنکو محصورین کے کثیر جماعت کے آگے سے ہٹنا پڑا - ایسی حالت مین حضرت خالدؓ دس ہزار سوارون کے ساتھ عراق سے پہونچ گئے - اللہ اکبر اللہ اکبر کی مہیب صدا اُن کے اندر سیف اللہ نے معرکۂ قتال گرم کردیا - عیسائیون نے حواس باختہ بھاگ کر شہر مین پناہ لی - مگر رومانوس حاکم بصرے نے اسلام اور اطاعت قبول کرکے شہر کا دروازہ کھول دیا - مسلمانون کی طرف سے اس معرکہ مین صرف ۱۲۳ آدمی شہید ہوے -

بصرے گویا دمشق کی کلید تھی - اسپر قبضہ ہوتے ہی مسلمانون نے چند کوچ کے اندر دمشق کے بہشتی مرغزارون اور نہرون کے سایہ مین ڈیرے ڈالدیے - قیصر اس وقت انطاکیہ مین تھا - اسنے پانچ ہزار کی فوج اور دمشقیون کی مدد کو روانہ کی - اہل دمشق کئی بار اپنے مورچون سے نکل کر عربون پر حملہ آور ہوے - لیکن ہر حملہ مین کثیر نقصان سے پسپا ہوے اور اسی معرکون مین انکے سردار عزرائیل اور قلادس بھی کام آئے - جب محاصرے کو چھ ہفتے گذر گئے تو اُنھون نے سردار عرب کو ایکہزار اوقیہ طلا اور دوسو عباے ریشمین کی رشوت پیش کی - حضرت خالدؓ کا سادہ جواب اطاعت قرآن یا تلوار یا جزیہ تھا - دمشقیون نے کسی ترکیب سے اپنی حالت کی خبر قیصر کو دیدی اور قیصر نے ابکی بار ایک لاکھ فوج وردان رومی کے ماتحت روانہ کی - حضرت خالدؓ کو اس کمک کی خبر ہوگئی - انھون نے ایک فوج ضرارؓ کی ماتحتی مین اس کے مقابلے کو روانہ کی - رومیون کو اس اچانک حملے سے ہزیمت اُٹھانا پڑی - وہ بے ترتیبی سے تمام منتشر ہو گئے - ضرارؓ نے رومی جھنڈا جسپر صلیب کا نشان بنا ہوا تھا - اپنے ہاتھ سے چھین لیا - وردان نے کچھ عرصے کے بعد آس پاس سے

پھر ستر ہزار فوج جمع کرکے ایکی بار نہایت ہوشیاری سے آگے بڑھا۔ اس وقت
عربی افواج تمام شام پر منتشر تھی۔ یزید بلقا مین۔ نعمان تدمر اور عمرابن العاص رضؓ
عراق مین تھے۔ حضرت خالدؓ نے تمام سرداران عرب کو لکھا کہ وہ سب رومیون کے
مقابلے کے لیے اپنی اپنی فوجین لیکر جلد مجتمع ہوجائین۔ عجب اتفاق سے تمام عربی سردار
ایک ہی روز میدان اجنادین مین جمع ہوگئے۔ حضرت خالدؓ دمشقی فوج کے آگے
آگے روانہ ہوے اگرچہ ابا عبیدہؓ نے اصرار کیا کہ وہ پیچھے رہین۔ دمشقیون نے
جب فوج کو کوچ کرتے ہوے دیکھی تو چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے سے
اُنپر اچانک حملہ کردیا اور حضرت ابو عبیدہؓ کی فوج سے بہت سے اسیر بھی ہوگئے
لیکن حضرت خالدؓ نے وقت پر پہونچکر اُن کو ایسا گھیرا کہ مشکل سے سو عیسائی بچکر
جا سکے۔ تمام اسیرین پھر واپس ملگئے اور ان مین ضرار کی بہن خولہ بھی تھین جو
اپنی بہادر عربی بہنون کی سرگروہی مین خیمون کی لکڑیون سے حملون کا مقابلہ کرتی رہین
تا آنکہ فاتح اسلامی فوج ان کی مدد کو آپہونچی۔

۴۵ ہزار اسلامی فوج اب اجنادین مین جمع ہوگئی۔ ادھر وردان اپنی پوری
فوج کے ساتھ مقابلے کے لیے حاضر تھا۔ وردان اپنی فوج ابھی ترتیب ہی دے رہا
تھا کہ ایک عرب صفون کو چیرتا پھاڑتا اور اپنے دائین بائین مقابلے مین آنیوالون
کو مارتا ہوا اسکے پاس پہونچکر اسکا کام قریب تھا کہ تمام کردے۔ یہ حضرت ضرارؓ
تھے۔ وردان بچکر ہاتھ سے نکلگیا اور وہ اُسی طرح لوٹتے ہوے آدمیون کو دائین بائین
قتل کرتے ہوے اسلامی فوج مین واپس آگئے۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے
ایک بڈھا نصرانی یہ پیام لایا کہ اگر عرب واپس چلے جائین تو ہر ایک سپاہی کو ایک

دینار - اور ایک عبا - دس عبا اور سو دینار انکے ہر سرداروں کو اور سو عبا اور ایک لاکھ دینار انکے خلیفہ کو دیے جائین گے - حضرت خالدؓ نے اس لاف گوئی کا غصہ سے یہ جواب دیا کہ اے سگان نصرانی تم خوب جانتے ہو کہ قران - جزیہ اور تلوار کے سوا کوئی دوسری شرط ہمارے پاس نہین اور تمھاری یہ بخشش تو تم صبر کرو - ہم اس کے خود بخود جلد مالک ہوے جاتے ہین -

الغرض معرکہ کارزار گرم ہوا - عیسائیون نے شکست کھائی ان کے پچاس ہزار مقتول ہوے اور بقیۃ السیف ہراسان و سراسیمہ قیصریہ - دمشق اور انطاکیہ کو بھاگ گئے - کثیر مال غنیمت - قیدی - جواہرات - سونے چاندی کی صلیبین - ہر قسم کے اسباب مسلمانون کے ہاتھ آئے - جب اجنادین کی خبر مدینے پہونچی تو عرب کا جوش اُمنڈ آیا اور جو لوگ ابھی تک جہاد مین شریک ہونے سے ہچکچاتے تھے وہ بھی اب بڑے شوق سے شام کی فاتح فوج مین شامل ہونے کے لیے جوق جوق حاضر ہونے لگے اس شکست کی خبر جب اہل دمشق کو پہونچی تو انپر غم و مایوسی کا پہاڑ ٹوٹ پڑا - اور جب انھون نے مظفر و منصور نو ہزار اسلامی فوج کو خالدؓ اور عمرؓ کی ماتحتی مین دمشق پر آتے دیکھا تو ان کے ہوش اُڑ گئے - سرداران عرب مین سے رہان اتفاق سے توما رئیس دمشق کی تیر سے شہید ہو گئے - انکی بیوی جو نیزے اور تیر کے چلانے مین مین بہت ہشیار تھین دشمنون کے مجمع مین بلا خوف و خطر گھس پڑین اور ایک تیر ایسا تاک کر مارا کہ توما کا ہاتھ بیکار ہو کر اسکے ہاتھ سے جھنڈا گر پڑا - اور جب وہ جھنڈا اُٹھانے لگا تو دوسرے تیر نے اسکی آنکھ ضائع کر دی - اہل دمشق متواتر شکستون سے محاصرے کی سختی کی زیادہ تاب نہ لا سکے اور اُنھون نے امان کا پیام دیا - خالدؓ نے

انکار کر دیا۔ تاہم حضرت ابو عبیدہؓ کی نرم دلی اور صلح جویانہ پالیسی نے اسے قبول کر لیا۔ اہل دمشق سے جو معاہدہ ہوا اسکے مطابق انکو سامان لینے محفوظ رکھنے کا حق تھا۔ مگر اس تمام صلح کی خبر حضرت خالدؓ کو نہ تھی۔ دوسرے روز جبکہ ایک دروازے سے حضرت عبیدہؓ اور ان کے ساتھی صلح سے داخل ہوے۔ اسی وقت دوسری طرف سے خالدؓ فتح کرتے ہوے پہونچ گئے۔ دمشق اسطرح نصف صلح سے اور نصف جنگ سے مطیع ہوا۔ جو حصہ حضرت خالدؓ نے فتح کیا تھا وہان کے لوگون کو حکم ہوا کہ یا وہ اسلام لاوین یا تین دن کے اندر جو کچھ اپنے ساتھ لیجا سکتے ہون لیکر شہر سے نکل جاوین۔ انھین جلاوطنون مین توما بھی تھا۔ حضرت صدیق اکبرؓ دمشق کی فتح کی خبر سُننے کیلیے زندہ نرہے۔ آپنے دو برس کچھ ماہ خلافت کرنے کے بعد تپ مین بعمر ۶۳ سال انتقال فرمایا۔ اور آپ کی جگہ زیب آرا ے مسند خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوے۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے ابتک فیصلہ نہ کیا تھا کہ آیا انطاکیہ پر حملہ کرین یا یروشلیم پر اسی درمیان مین خبر ملی کہ لبنان کی پہاڑی دامنون مین ایلا مقام پر ایک راہب کے صومعہ کے پاس حسب معمول بڑا میلہ لگ رہا ہے۔ حضرت عبداللہؓ کی سرداری مین پانچسو عرب سوار اسپر حملہ کرنے کے لیے پہونچ گئے۔ اتفاق سے اس میلے مین والی طرابلس کی لڑکی کی رسم شادی بھی ادا ہونے والی تھی۔ اور اس کے ہمراہ پانچ ہزار سوار آئے ہوے تھے پانچسو مسلمان میلے کی تمام آدمیون کے مقابلے کیلئے ناکافی تھے نہ کہ اسپر پانچ ہزار سپاہ۔ مگر غیرت نے مسلمانون کے پھیر تھام لیے اور وہ لڑنے مرنے پر تیار ہوگئے۔ پہلے حملے مین عیسائی پریشان ہوگئے۔ لیکن آخر کار انکی جماعت غالب آنے لگی حضرت خالدؓ کو فوراً ایک پیام بھیجا گیا اور شام تک مسلمانون کی مدد آپہونچی۔ اللہ اکبر

کی صداؤن سے نصرانیون کے دل دہل گئے - اور وہ سراسیمہ ہوکر بھاگ نکلے - مسلمانون کے ہاتھ کثیر مال غنیمت اور خود بطرالبس کے امیر کی لڑکی مع اپنے چالیس ہمراہیون کے اسیر ہوئی - اسکے بعد مسلمانون نے حمس اور بعلبک پر بھی قبضہ کر لیا -

قیصر کو انطاکیہ مین متواتر شکستونکی خبرین ملتی رہین - اور اب اسنے آخری مرتبہ عربون سے نپٹ لینے کی ٹھہرائی - تمام رومی سلطنت سے چیدہ اور آزمودہ سپاہ اکٹھی کی گئی - اسی ہزار رومیون کے ہمراہ تیس ہزار عیسائی عرب مع اپنے رئیس جبلہ کے جو مسلمان ہوکر پھر مرتد ہوگیا تھا روانہ ہوئی - مینول نے حمس پر قبضہ کر لیا جسکو مسلمانون نے جلدی سے خالی کر دیا تھا اور وہانسے پیچھے ہٹ کر دریاے یرموک پر فریقین مقابلے کے لیے تیار ہو گئے - مینول نے پہلے صلح کی سلسلہ جنبانی کی جسمین قیصر کی طرف سے حضرت عمرؓ کو دس ہزار دینار - حضرت اباعبیدہؓ کو نصف - دوسرے سردارون اور امیرون کو ایک ایک ہزار - ہر سوار کو سو اور ہر پیادے کو پچاس دینار کا عطیہ پیش کیا گیا - خالدؓ کی طرف سے جواب مین جزیہ - اسلام یا تلوار پیش کی گئی - یرموک کی عظیم جنگ نے رومیون کی قسمت کا شام مین فیصلہ کر دیا - یہ لڑائی تمام معرکون سے سخت اور اہم تھی جسمین رومیون کے ہزارون مقتول میدان جنگ مین کھیت رہے - اور جو بھاگے وہ دریاے یرموک مین ڈوب کر مر رہے - اس جنگ مین کہولہ خواہر ضرارؓ نے بھی اپنی عربی بہنون کے ساتھ بہت دلیری دکھائی - حضرت اباعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو فتح کی نوید بھیجی اور یہ لکھا کہ میدان جنگ مین بعض ایسی لاشین پائی گئین جن کے سر کٹے ہوے تھے انھون نے انہیں مسلمانون کی طرح نماز پڑھی اور دفن کیا - کفار کے جو لوگ قتل اور غرق ہوے ہین انکی تعداد خدا ہی کو معلوم ہے - جو لوگ پہاڑون یا بیابانون مین بھاگ گئے تھے

وہ بھی تمام اسلامی سپاہ کے ہاتھ سے ضایع کر دیے گئے۔

اس فتح کے بعد اسلامی فوج یروشلیم (القدس) پر متوجہ ہوئی - اہل شہر نے اسوقت تک حفاظت کے تمام سامان کر لیے تھے - بُرجون پر منجنیقین لگادی تھین اور اپنے استحکامات کے غرور مین پہلے اسلامی فوج کے پیام کا جواب بھی نہ دیا - چار ماہ تک برابر محاصرہ رہا اور کوئی دن نہ جاتا تھا کہ محصورین اور محاصرین مین لڑائی نہو - بطریق نے خدا کے مقدس مقامات پر حملہ کرنے والون کو غضب خدا سے ڈرایا - مگر بے سود - بالآخر تنگ آکر اطاعت پر مجبور ہو گئے - مگر شرط یہ تھی کہ خود حضرت عمرؓ تشریف لاکر اطاعت بیت المقدس کا پروانہ دین حضرت عمرؓ کو اطلاع دی گئی - آپ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوے - اور جب القدس مین داخل ہوے تو عام مسلمانون کی طرح نہایت سادی وضع مین - شرط اطاعت مین تمام باشندون کو امان دیگئی - ان کے گرجون کی حفاظت کا اقرار کیا گیا - مگر نئے گرجون کے بنانے کی اجازت نہین دیگئی۔[*]

[*] بالعموم تمام عرب مؤرخین نے یہی لکھا ہے کہ بطریق جسنے حضرت عمرؓ کی موجودگی کی عجیب شرط پیش کی تھی - وہ قدیم نوشتون کی ایک پیشینگوئی کی مطابقت کرنا چاہتا تھا - اور حضرت عمرؓ کے دیکھنے کے بعد اسکو شرائط کے پورے ہونے کا شک نہ رہا - گبن نے بھی اسکا تذکرہ کیا ہے - اور یہ بھی لکھا ہے کہ بطریق سفورونیس دانیال کی ایک پیشینگوئی کو وقت اطاعت پڑھ رہا تھا - مگر گبن نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ یہودیون کو اس قسم کی پیشینگوئیان تراشنے کا خاص ملکہ تھا اور وہ ہمیشہ القدس پر غیرون کے قبضہ کو خدا کی مقدرات سمجھ کر اپنے دل کو تسکین دے لیا کرتے تھے - کچھ بھی ہو داؤدؑ کا کلام یعنی کہ "جس پتھر کو معمارون نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا" - اسپر دانیال نے جو تعبیر خواب کی بادشاہ بابل کے سامنے بیان کی اور جو کتاب دانیال کے دوسرے باب مین ۳۱ سے ۴۲ آیت تک ہے - اسمین سلطنت عجم - سلطنت اسکندر - اور سلطنت روما کے بعد جو سلطنت پتھر کیطرح اُٹھی اور سب کو چور چور کر دیا وہ یقیناً عرب کی عظیم سلطنت اور فتوحات کی صریح (بقیہ برصفحہ ۶۰)

حلب شام کا آخری قلعہ لیکن سب سے زیادہ مستحکم تھا۔ جب اسلامی فوج نے اسکا محاصرہ کیا تو یوقنا اپنے بارہ ہزار آدمیون کے ساتھ تقریباً چار ماہ تک دلیری سے مقابلہ کرتا رہا اور قلعہ کے فتح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ آخر ایک عربی پہلوان دامس نے یہ ترکیب کی کہ ایک اندھیری رات مین تیس اپنے ہی سے جانبازون کے ساتھ قلعہ کے قریب پہونچکر پہلے ایک آدمی کو گرفتار کرکے اس سے تمام پوشیدہ راستونکا حال دریافت کرلیا۔ پھر سات آدمیون کو ایک دوسرے پر بٹھاکر قلعہ پر پہونچا دیا جنھون نے جاتے ہی محافظون کو قتل کرکے انکی جگہ پر قبضہ کرلیا۔ پھر اپنی پگڑی کا پیچ پیچ اتار کر بقیہ ساتھیون کو اوپر کھینچ لیا۔ اسطرح چپکے چپکے حفاظت کی تمام جگہ پر محافظین کو مار کے قبضہ کرلیا۔ اور پھر قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ اسلامی فوج داخل ہوگئی۔ حلب مطیع ہوگیا اور یوقنا اسلام لایا۔ حلب کے بعد عربون نے انطاکیہ بھی فتح کرلیا۔ قیصر ہرقل انطاکیہ چھوڑ کر قسطنطنیہ چلدیا قیصریہ جہان اسوقت اسکا بڑا بیٹا قسطنطین والی تھا عربون کے قبضے مین آگیا۔ اسکے بعد شام کے کنارے کے مقامات یوقنا کے ماتحتی مین یکے بعد دیگرے مسلمانون کے ہاتھ پر تسلیم ہوگئے۔ اسمین جافہ۔ عسقلان۔ طرابلس۔ نابلس۔ بیروت صور وصیدا وغیرہ تھے۔ حلب سے آگے اسلامی فوج کوہ طارس کے دامن تک تمام میدان پر قابض ہوگئی۔ اور چھ برس کے اندر تمام شام پر اسلامی پھریرا لہرانے لگا۔

فتوحات عراق | حضرت ابوبکر صدیق رض کے زمانے مین حضرت خالد رض نے جب

(بقیہ صفحہ ۵۹) پیشینگوئی ہی۔ اور اگر ہم بقول گبن یہ کہین کہ یہودیون نے فتح القدس کے بعد اسکو بٹھادیا تھا تو خود مسیح نے ایسی ہی صریحاً پیشینگوئی کی ہے۔ دیکھو کتاب لوقا باب مبینؔ از آیت ۹ تا ۱۸ اجمعین خصوصاً داؤدؑ کے مشہور محلے کا بھی حوالہ دیا ہے۔

عربون کی بغاوت یمامہ مین فروکوی تو بڑھتی ہوئی عربی فوج عراق پر حملہ آور ہوئی ایک مقابلہ شدید کے بعد اسلامی عرب زیرین فرات اور دجلہ پر قابض ہو گئے اور مفتوحین پر ستر ہزار دینار سُرخ کا خراج مقرر کیا۔

اسکے بعد حضرت خالد شام کو بُلا لیے گئے۔ اور تا فتوحات شام عراق پر پھر کوئی دوسرا حملہ نہوا۔ فتوحات شام سے فراغت کے بعد اب مسلمان عراق اور عجم پر متوجہ ہوئے۔ اُسوقت عراق بھی عجم کا ہی حصہ خیال کیا جاتا تھا۔ مسلمانون کی کمک پر عمروؓ۔ عبیدؓ۔ اور سلیط مدینہ منورہ سے عراق پر بھیجے گئے۔ پہلے پہل جو عجمی فوج ان کے مقابلے کو آئی اُسکو بُری طرح شکست ملی۔ یہ فوج جبان اور رستم کی سرداری مین تھی عجمیون کی دوسری فوج جسکا سردار جالینوس تھا۔ اسی ہزار کی تعداد مین فرات پر عربون کے حملہ آور فوج کے مقابلہ مین بڑھی۔ عربون نے عجلت اور اپنے جلد جلد فتوحات کے جوش مین بلا تامل فرات پار اُتر کر حملہ کر دیا۔ اسمین حضرت عبیدؓ شہید ہوے اور ان کے ساتھ چار ہزار اور مسلمان شہید ہوے اور جو بھاگے وہ فرات کے عبور کرنے مین غریق رحمت ہو گئے۔ مثنٰہ نے نہایت خوبی سے بقیہ اسلامی فوج کو پیچھے ہٹا لیا۔ اور حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ ایک اور تازہ دم جریر کے ماتحت عراق روانہ کی گئی۔ حیرہ کے پاس ایک سخت معرکہ ہوا جسمین عجمی پسپا ہوے اور انکا سردار مہران مارا گیا۔ عجمیون کے تعقیب مین قریب قریب ہر عرب نے دس دس دشمنون کو قتل کیا۔ عجمیون سے ارزان بخت جو اسوقت انکی ملکہ تھی۔ اُسکو تخت سے اُتار کر یزدجرد نوشیروان کے پوتے کو تخت پر بٹھایا۔ اسنے پہلے ایک وفد عربی سردار سعد کے پاس بھیجا۔ عربون کی طرف سے تین شخص وفد کے ساتھ کسرے کے دربار مین پہونچے۔ یزدجرد نے

انکی طرف حقارت سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا عرب وہی نہین جو ننگے بھوکے دنیا کی سب سے
مکروہ غذا کھانے والے تھے۔ انکی مثال اب اُس لومڑی کی سی ہی جسکو باغبان کی لاپرواہی
سے ایک باغ سے انگور کا گچھہ مل گیا۔ اور اس مزے کو پاکر تمام لومڑیون کو باغ مین بُلا
لائی جنے کہ باغبان نے لاٹھی سے سب کو نکال باہر کیا۔ مگر چونکہ عرب بھوک سے تنگ آکر
اپنے ملک سے نکل پڑے ہین۔ کسرے اپنی مرحمت سے انکو کھجور اور گیہون کی کافی مقدار
بخشدیگا۔ جسکو وہ اپنے ملک مین لیجاکر خوب کھائین پئین۔ کسرے کی اس لاطائل اور
بیہودہ گفتگو کا عربون نے مختصر جواب تلوار۔ اسلام اور جزیہ دیا۔ وفد کے رخصت
ہونے کے بعد عربی اور عجمی فوجین مقابلے کے لیے تیار ہوئین۔ میدان قادسیہ جو کہ
کوفہ سے قریب لب ریگستان واقع ہے۔ دونون فوجین ملین۔ اور چار دن تک
برابر معرکہ کارزار گرم رہا۔ چوتھے روز باد شمال کی گرم اور گرد آلود ہوائین تیزی سے چلنے
لگین۔ عجمی سردار رستم اپنے تخت سے اُترکر اپنے باربرداری کے جانورون مین پناہ لینے
کے لیے گھس گیا۔ عرب جو کہ ایسی ہواؤن کے عادی تھے انپر کچھ بھی اثر نہوا۔ عجمی اپنے
سردار کو اپنی جگہ نہ پاکر اور اس گرد و غبار سے پریشان اور اپنے کشتون کے پشتون سے
گھبراکر آخر بھاگ نکلے۔ جنگ قادسیہ نے جنگ یرموک کی طرح عراق کی قسمت کا
فیصلہ کردیا۔ اس جنگ مین کثیر مال غنیمت کے ساتھ ایرانیون کا قدیم کاوہ آہنگر
بھی ہاتھ آیا۔ سعدؓ نے فرات کو عبور کرکے ایک ہی لڑائی مین تمام عراق پر قبضہ کرلیا
یزدجرد مدائن پائے تخت عراق و عجم کو چھوڑ کر جلا دالہ دہلوان کو بھاگ گیا۔ جو
مال غنیمت تمام فتوحات عراق مین مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ اسکا اندازہ مورخ المحسن نے
تین۳ ارب دینار سرخ کیا ہے۔ اسی مین ایک قالین بھی تھا جو سونے اور چاندی کے

تارون سے بُنا گیا تھا اور ۶۰ ذراع لانبی اور اتنے ہی چوڑی تھی۔ اسمین جو گل بوٹے
رنگ برنگ کے بنائے ہوے تھے اسمین تمام مختلف الالوان جواہرات پروئے تھے
جب یہ قالین مدینہ پہونچی تو حضرت عمرؓ نے اُسکو بھی ٹکڑے کراکر مسلمانون مین تقسیم کر دیا
کہا جاتا ہے کہ اسکا ٹکڑا جو ایک گز سے بڑا نہین تھا بیس ہزار درہم کو فروخت ہوا
جنگ قادسیہ مین مسلمانون کے چھہتر سو شہید اور اس کے مقابلے مین ایرانیون کے
ڈیرھ لاکھ آدمی کھیت رہے اس جنگ مین ایرانیون کے ساتھ ستر ہاتھی بھی تھے مگر وہ
عربی گھوڑون کو دیکھ کر ایسا بھڑکے کہ خود اپنے طرف کے آدمیون کو روند ڈالا۔ جنگ قادسیہ
مین کسرے کے کنگن اور شاہانہ لباس بھی مال غنیمت مین آئے۔ اور جب وہ مدینے
مین بھیجے گئے تو حضرت عمرؓ نے اسکو سراقہ کو پہنایا۔ کہتے ہین کہ آنحضرت کی ایک
پیشینگوئی تھی کہ سراقہ کسرے کے لباس زیب تن کرینگے۔ مال غنیمت مین ہر سپاہ کو
بارہ ہزار دینار ملے تو اگر المحسن کا اندازہ تین ارب دینار کا صحیح ہی تو سپاہ کی مجموعی قوت
ساٹھ ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ عربون نے اب جلا دالہ (حلوان) پر بھی قبضہ کر لیا
جہان سے اصل عجم شروع ہوتا ہے۔ یزدجرد اندرون ایران بھاگ گیا جنوب
عراق مین سوشتر جہان قدیم مین سوسا آباد تھا عربون کے قبضہ عراق مین شامل ہوا۔
مدائن کی آب و ہوا خراب ہونے کی وجہ سے خلیفہ عمرؓ نے کوفہ اور بصرہ دو شہرون
کی نئی بنیاد ڈالی جنمین سے ایک ساحل سمندر پر اور دوسرا صحرائے شام کے لب
واقع تھا۔ پہلے یہ عربی فوج کے کیمپ تھے مگر بعد کو بڑھتے بڑھتے عراق کے مشہور شہر ہو گئے

فتوحات عجم

کوفہ کے بعض پولیٹکل جھگڑون کی بنا پر سعدؓ بن وقاص معزول ہو گئے
اور انکی جگہ عمار بن یاسر عراق کی عربی فوج کے سردار اعلےٰ مقرر ہوے۔ یزدجرد کو جب

اس ردوبدل کی خبر ہوئی تو وہ یہ سمجھا کہ عربون مین نفاق پیدا ہوگیا ہے اور اس موقع
سے فائدہ اُٹھاکر اپنا ملک واپس لینا چاہیے - چنانچہ اسنے خراسان - رے - ہمدان
سے پھر فوج اکٹھا کی - عمار نے خلیفہ کو مزید فوج کے لیے لکھا اور نعمان بن مقران
کی ماتحتی مین تیس ہزار فوج روانہ ہوگئی - یزدجرد نے ایک لاکھ پچاس ہزار فوج
پر اپنے سب سے زیادہ تجربہ کار آزمودہ جنگ سردار فیروزان کو مقرر کیا - دونون فوجین
ہمدان سے ۴۵ میل جنوب مقام نہاوند پر ملین - دو ماہ کچھ یونہین سی لڑائی ہوتی
رہی فیروزان نے پہلے صلح کا پیام دیا - عرب قاصد جب اس کے دربار مین پہونچا
تو اُسکو نہایت متکبرانہ اداسے تاج مرصع سے آراستہ تخت زرّین پر بیٹھے پایا اور جب
اسنے دیکھا کہ اس کے احترام کا کوئی سامان نہین کیا گیا اور اُسکو زمین پر بٹھایا جائیگا
تو وہ فوراً نہایت بے باکی سے جاکر اسکے پہلو مین بیٹھ گیا - صلح کی گفتگو بالآخر تلوار کے
فیصلہ ہی پر رہی - نعمان نے فوج کو آراستہ کرکے تقریر کی " کہ اے برادران دین
فتح کرنے یا شربت شہادت نوش کرنے کے لیے تیار ہوجاؤ مین تین بار نعرۂ تکبیر
بلند کرونگا - پہلی تکبیر مین اپنی کمرون کو باندھ لو - دوسری تکبیر مین گھوڑون پر سوار
ہوجاؤ - تیسری تکبیر مین اپنے نیزون کو سیدھا کرکے دشمنون پر ٹوٹ پڑو " لڑائی
کے تیسرے روز نعمان ایک تیر سے زخمی ہوکر شہید ہوگئے - انھون نے حملۂ عام
کرنے مین تیسرے پہر تک انتظار کیا - کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً اسی وقت
کفار پر حملہ کرتے تھے اور یہ وہ وقت تھا جب مومنین اپنی نماز مین خدا سے دعائین
مانگتے ہین نعمان کی شہادت کی خبر مشہور نہوئی - اور آخری روز نہایت سخت کشت و
خون کے بعد آخر کار مسلمانون کو فتح حاصل ہوئی - اسی ہزار عجمی میدان جنگ مین کام آئے

چار ہزار جو فیروزان کے ساتھ پہاڑون پر بھاگ گئے وہ بھی عربون کی تلوارون سے نہ بچ سکے۔ نہاوند کی لڑائی نے قادسیہ اور یرموک کی طرح عجم کی قسمت کا فیصلہ کردیا یہ مشہور جنگ آنحضرت صلعم کے ہجرت کے پچیسوین ۲۵ برس واقع ہوئی۔ یہ لڑائی فتح الفتوحات کے نام سے مشہور ہے۔ یزدجرد شہر سے شہر بھاگتا رہا۔ آخر کارمرو کے ایک کسان کے ہاتھ سے قتل ہوگیا۔ بعض عرب مورخون نے بیان کیا ہے کہ اسکی دو لڑکیان بھی اسیر ہوکر مدینے آئین اور ایک سے امام حسینؓ اور دوسرے سے محمد بن ابی بکرؓ نے نکاح کرلیا۔ نہاوند کی شکست کے بعد دریاے جیحون تک تمام ملک عجم کا عربون کے قبضے مین آگیا۔ ھمدان نے اطاعت قبول کی۔ اصفہان پر عبداللہ نے حملہ کرکے قبضہ کرلیا تبریز۔ قزوین۔ قم۔ مازندران۔ آذربائگان پر بھی آسانی سے قبضہ ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کے حکم سے دو ہزار عربی فوج نے جنوب اور مشرق کی طرف خراسان۔ کرمان۔ مکران۔ سیستان پر پہنچکر قبضہ کرلیا۔ اور ۴۰۰ برس کے خاندان ساسان کی حشمت وجاہ وغرور کا چراغ عربی ہوا کے ایک جھونکے سے ہمیشہ کے لیے بجھ گیا۔

فتوحات مصر عمروؓ ابن العاص نے خلیفہ عمرؓ سے مصر پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی۔ حضرت عمرؓ نے اس شرط پر اجازت دی کہ اگر وہ بعد کو واپسی کا حکم مصر مین داخل ہونے سے پہلے دین تو فوراً واپس آجائین۔ ابھی حضرت عمرو سرحد پر نہین پہونچے تھے کہ خلیفہ کا قاصد حکم امتناعی لیکر آیا۔ مگر عمروؓ ابن العاص نے جبتک مصر کی سرحد کو عبور نہ کرلیا۔ خط کو نہ کھولا۔ فرما جو مصر کا قدیم شہر پیلوسیم تھا اور کلید مصر کہلاتا تھا تیس ۳۰ دن کے محاصرہ مین مطیع ہوگیا۔ اس کے بعد عربی فوج دریاے نیل کے کنارے

شہر بھسا یا ممفس (جہان آجکل قاہرہ آباد ہی) پہونچکر اسکا محاصرہ کرلیا۔ اسوقت حضرت عمرؓ ابن العاص کے ہمراہ صرف چار ہزار سپاہ تھی۔ حضرت عمرؓ نے زبیرؓ کی سرداری مین اور سپاہ روانہ کی۔ اہل مصر رومیون کے جابرانہ حکومت سے عاجز تھے۔ اور وہ بخوشی ایک خفیف مقابلے کے بعد مطیع ہو گئے۔ ممفس کی فتح سے عرب تمام بالائی مصر پر قابض ہو گئے۔ عربی فوج اب اسکندریہ اور زیرین مصر کی فتح کے لیے بڑھی یہ زیرین مصر دریائے نیل کے دو شاخون سے ایک مثلث کی شکل مین تھا اور یونانی اسکو ڈلٹا کہتے تھے۔ اس کے اندر اور بھی کئی نہرین تھین جس کے عبور کرنے مین ہی سخت دقت واقع ہوتی تھی نہ کہ ہر جگہ پر رومی فوج مقابلے کے لیے موجود تھی۔ بالآخر یہ فوج قاہرہ اسکندریہ پہونچ گئی اور اسکا محاصرہ کرلیا گیا۔ محاصرے کے وقت ایک قلعے سے نہایت بے موقع تیر باری ہو رہی تھی۔ عمروؓ بن العاص چند سوارون کے ساتھ خود اس قلعہ کو سر کرنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ انکی قلیل جماعت دشمنون کی کثیر تعداد مین گھر گئی۔ اور خود عمروؓ ابن العاص بھی اسیر ہو گئے عمروؓ ابن العاص کا ایک غلام وردان بھی اسی جماعت اسیرین مین تھا عیسائیون نے عمروؓ ابن العاص کے تیور اور طرز گفتگو سے یقین کرلیا کہ یہ ضرور کوئی سردار ہی مگر چالاک وردان نے ان کے منھ پر ایک تھپڑ مار کر کہا کہ غلام کو اپنے سردار کے سامنے ساکت اور باادب رہنا چاہیے۔ عیسائیون کو اسطرح دھوکا ہو گیا اور انھون نے عمروؓ ابن العاص کو عربون سے صلح کرانے کے لیے قاصد بنا کر واپس کر دیا حضرت عمروؓ ابن العاص جب اسلامی عسکر مین پہونچے تو ان کے آنے سے عربون مین اور تازہ جوش پھیل گیا اور محاصرہ اور بھی سختی سے ہونے لگا۔ آخر کار اسکندریہ

نے بھی تنگ آکر بلاشرط اطاعت قبول کرلی - اسکندریہ کی فتح سے عربون کا قبضہ تکمیل ہوگیا - مصر کی دولت کا اسوقت یہ حال تھا کہ مؤرخون نے ذکر کیا ہے کہ ایکبار جب مدینہ منورہ مین قحط پڑا تو مصر سے جو غلہ اونٹون پر بار کرکے بھیجا گیا تھا اسکی قطار کا پہلا اونٹ مدینہ مین اور آخری اونٹ مصر مین تھا - مصر کے فتح ہونے کے تھوڑے ہی دنون بعد حضرت عمرؓ پر ایک عجمی مزدور فیروز نے اچانک حملہ کرکے ایک زخم کاری لگایا - جس سے آپ جانبر نہوسکے - شہادت سے پہلے آپ نے چھ آدمیون مین سے ایک کو خلیفہ چُن لینے کی وصیت فرمائی - اور آپکے حکم کے بموجب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے -

فتوحات افریقہ | افریقہ جو آجکل ممالک بربری کے نام سے مشہور ہے - وہ قدیم کے رومی صوبجات کارتھیج - نومدیا - سرنیکا - اور مارٹیانیا اور حال کے طونس - الجزائر - طرابلس الغرب اور مراکش پر مشتمل ہے - چالیس ہزار سپاہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سعد امیر مصر کو عبور کرکے بارقہ پر حملہ کیا اور اسکے بعد ہی طرابلس کے شہر پر جا پہونچے - رومیون کی فوج کے ایک دستہ کو عربون نے گھیر کر قتل کر ڈالا جُجیر (گریگوری) جو قیصر کی طرف سے والی تھا وہ ایک سو بیس ہزار سپاہ لیکر مقابلے کو نکلا جنکے ساتھ اہل مراکو و بربر کے قبائل بھی مدد کے لیے موجود تھے - عربون کے پیام اطاعت کو اسنے حقارت سے رد کر دیا - شہر کے باہر ایک ریگستانی میدان مین دونون فوجین ملین اور کئی روز متواتر مگر بے سود مقابلے ہوتے رہے - جُجیر کے ساتھ اسکی لڑکی جو دلیری اور خوبصورتی مین اسوقت افریقہ مین اپنا ثانی نہ رکھتی تھی اپنے باپکے پہلو بہ پہلو لڑ رہی تھی بہت سے جانباز اس سے نکاح کی آرزو

رکھتے تھے۔ اس کے باپنے اب اعلان کردیا کہ جو سردار عرب کا سر لاوے گا وہ اسکو علاوہ اپنی بیٹی کے نکاح مین دینے کے ایک لاکھ دینار انعام دیگا حضرت زبیرؓ نے حضرت عبداللہؓ کو صلاح دی کہ وہ بھی ایسا ہی اعلان اپنی قوم مین کردین کہ ججیر کے سر لانے والے کو اسی کی اسیر لڑکی اور اس سے دوچند انعام دیا جائیگا۔ جب دوسرے روز معرکہ قتال پھر گرم ہوا اور دوپہر کو حسب معمول دونون فوجین پھر آرام لینے کے لیے جُدا ہوگیئن تو حضرت زبیرؓ جنھون نے تھوڑی فوج پہلے سے علیحدہ تازہ دم رکھی تھی اسکے ساتھ تھکے ماندے رومیون پر ٹوٹ پڑے۔ رومیون نے شکست کھائی اور خود زبیرؓ کے ہاتھ سے ججیر قتل ہوا۔ جب اعلان کے شرط کے مطابق اسکی لڑکی ان کو پیش کی گئی تو انھون نے یہ کہکر انکار کردیا کہ مین نے خدا کی راہ مین جہاد کیا ہے۔ نہ کہ انعام کے لالچ سے۔ مغلوب رومی فوج سفہالا جو کار تھیج سے ۱۵ میل پر تھا بھاگ گئی۔ اہل ملکنے زیادہ مقابلہ کی قوت نہ پاکر ایک کثیر مقدار خراج پہ اطاعت قبول کرلی۔

اسوقت مسلمانون مین سیاسی جھگڑے ایسے پڑگئے کہ اسمین خود خلیفہ حضرت عثمانؓ شہید ہوے۔ اور اس کے بعد حضرت معاویہؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگ شروع ہوئی۔ اور حضرت علیؓ کے شہید ہونے تک یعنی تقریبًا بیس برس افریقہ پر مسلمانون کی بڑھتی ہوئی فتوحات ٹھہر گئی۔ خلیفہ معاویہؓ نے بشار اور معاویہ کی ماتحتی مین پھر ایک مہم بھیجی جسنے تیس ہزار رومیون کو شکست دیکر کارتھیج تک دخل کرلیا۔ مگر افریقہ کی کامل فتح کا سہرا حضرت عقبہ کے سر بندھتا ہے۔ عقبہ ایک عظیم فوج شام سے لیکر افریقہ پہونچے اور کوہ اطلس اور صحرائے عظیم کو آندھی کیطرح

پار کرتے ہوے طنجہ پر اسلامی پھریرا گاڑ دیا۔ طنجہ کے سامنے جب ابنائے بحر روم جو اسپین کو افریقہ سے جدا کرتی اُنکے سامنے آئی تو اُنھون نے بآواز بلند کہا کہ اے رب القہار اگر میرے راستے کو یہ سمندر روک نہ لیتا تو مین اسکے پار مغرب کی تمام سلطنتون مین تیرا نام بلند کر دیتا۔ دریاے سوس پر (جو مراکش کا ایک دریا بحر اطلانتک مین گرتا ہے) مراکش والون نے ایک سخت مقابلہ کیا مگر شکست کھائی۔ اسوقت تک اہل بربر و مراکش کثرت سے مسلمان ہو چکے تھے۔ مگر صرف اوپری دل سے اور جہان عربون کو غافل پاتے بغاوت مچا دیتے۔ ایک بغاوت مین جو خود ایک عرب سردار کی بھڑکائی ہوئی تھی حضرت عقبہ رضؓ شہید ہوگئے۔ حضرت زبیر رضؓ جو ان کے بعد افریقہ کی سرداری پر مقرر ہوئے۔ انھون نے باغیون کی سرکوبی کرکے حضرت عقبہ رضؓ کے خون کا انتقام لے لیا۔ اس ہنگامے سے موقع پاکر رومیون نے پھر سمندر کے کئی شہرون پر قبضہ کر لیا۔ بلکہ ایک جنگ مین حضرت زبیر رضؓ کو شکست دی خلیفہ عبد الملک نے بالآخر حسن والی مصر کو مصر کے تمام خراج اور فوج کو افریقہ کے مطیع کرنے مین لگانے کا پورا اختیار دے دیا۔ رومی فوج قسطنطینہ۔ سسلی اور اسپین سے جمع ہوکر کارتیج پر اتر آئی۔ عربون نے اسکو بھی خالی کر دیا۔ دوسرے موسم بہار مین جب عربون کی تمام تیاری مکمل ہو چکی تو رومیون پر عام حملہ بولدیا۔ رومی کارتیج سے نکالے گئے اور خود شہر اس جنگ مین ایسا خاکستر ہوا کہ پھر کبھی آباد نہوا۔ دوسری لڑائی جو اٹیکا پر ہوئی اسمین رومی اور ان کے حلیف غات کو ایسی شکست ملی کہ تمام افریقہ سے ہمیشہ کے لیے انکا بالکل نام مٹ گیا۔ مگر ابھی ملک کی بغاوت جاری تھی۔ انکی سردار ایک کاہنہ عورت جو بربریون کی ملکہ اور نبیہ دونون تھی اُسنے یہ صلاح دی کہ چونکہ عرب ملک کی

سرسبزی اور دولت کو دیکھ دیکھ کر حملہ آور ہوتے ہین - لہذا تمام ذخیرے - شہر اور کھیت جلا دیے جائین - اس نصیحت کا یہ اثر ہوا کہ اہل ملک اب دو بلا مین مبتلا ہو گئے ایک عربون کی تلوار - دوسرے قحط اور مفلوکی بالآخر شکست کھا کر منتشر ہو گئے اور رفتہ رفتہ مطیع ہو گئے -

حسن کے بعد موسےٰ اور ان کے لڑکے جو بربری نو مسلم تھے افریقیہ مین اسلام پھیلانے اور تالیف قلوب مین بہت کامیاب رہے - موسےٰ کے غلام طارق نے شمالی مراکش کے شہر سبتہ اور طنجہ پر قبضہ کر لیا - افریقیہ کے اندر بہت سے عرب قبائل آباد کیے گئے - اور ایک نئے شہر قیروان کا ہالکار تیج کی جگہ پر بنیاد رکھی گئی - چالیس برس کے اندر تمام افریقیہ مسلمان ہی نہین بلکہ عربون کی کامل نو آبادی مستغرب ہو گئی -

فتوحات اندلس جس وقت مسلمانون کا قبضہ تمام شمالی افریقیہ پر ہو گیا اسوقت اسپین مین اہل نات کا بادشاہ راڈرک سلطنت کر رہا تھا - یہ حقدار بادشاہ ویزیا کے لڑکون کے حقوق غصب کر کے تخت نشین ہوا تھا اسلیے اسکی قوم اس سے خوش نہ تھی اور سبطہ کے والی جولین کے لڑکی کے معاملے مین اسنے نہایت شرمناک برتاؤ کر کے اپنے سب سے زیادہ وفادار سردارون کو بھی خلاف کر لیا تھا - جولین نے موسےٰ سے ملکر اسکو اسپین پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور اس ملک کی دولت و زرخیزی کے ساتھ حکومت کی کمزوری کی پوری کیفیت بیان کر کے اسکو پورا آمادہ کر لیا - موسےٰ نے خلیفہ ولید سے اجازت چاہی - ولید نے جواب دیا کہ مسلمانون کو بحر عظیم کے خطرات مین مبتلا کرنا اچھا نہین - اور بہتر یہ ہے کہ تھوڑی تعداد مین مسلمان جاسوس بنکر خود ملک کی بچشم دید حالات معلوم کرین - موسےٰ نے جواب دیا کہ ہسپانیہ اور مراکش کے

درمیان بحر اسقدر چوڑا نہین - بلکہ ایک آدمی اس کنارے سے اس کنارے تک دیکھ سکتا ہے - موسے نے پہلے جولئن کی صداقت آزمانے کے یے اسکو سب سے پہلے اسپین پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور اپنی طرف سے "تعریف" کو ۵۰۰ سوار کے ہمراہ بعد کو اسکی مدد کو بھیجا - تعریف اسپین مین جس مقام پر اُترا تھا وہ جگہ ابتک راس تاریفہ کہلاتی ہے - یہ ملک مین گھسکر بہت سے اسیر اور مال غنیمت لیکر لوٹا - ادھر طنجہ مین موسے دوسرے سال ایک بڑے حملہ کی تیاری مین مصروف تھا - موسم بہار مین اسنے سات ہزار سپاہ اپنے غلام طارق کے ماتحت روانہ کی - طارق سبطہ کے مقابل ایک پہاڑی مقام پر آسانی سے اُتر آیا - یہ مقام بعد کو جبل الطارق یا جبرالٹر کے نام سے مشہور ہوا اور وہان سے بڑھکر کاڈیز (قادسیہ) پر قبضہ کرلیا - راذریق اسوقت اپنے ملک کی بغاوت فرو کرنے مین مشغول تھا - جب اسنے عربون کے اس حملے کی خبر سُنی تو اپنے ایک سردار کو ان اجنبی لوٹیرون کے گرفتار کرنے کو بھیجا - مگر جب اسے خبر ملی کہ عرب ملک پر قبضہ کرنے آئے ہین تو وہ ایک بھاری فوج لے کر قرطبہ کے میدان مین آپہونچا - طارق نے موسے کو امداد کے یے لکھا - اسنے بارہ ہزار فوج اور جولئن کی رہبری مین روانہ کی - دونون فوجین ایک دریا کے کنارے زیرس مقام پر ملین - آٹھ دن تک برابر ایک دوسرے کا مقابلہ کرتی رہین - آٹھوین دن طارق نے اپنی فوج کو ان الفاظ مین غیرت دلائی کہ اے جانبازو - دشمن تمھارے سامنے ہے اور سمندر تمھارے پیچھے - اگر تم بھاگے تو تمھارے پناہ کی جگہ کہان ہے - میری طرح عہد کرو کہ یا لڑتے لڑتے مرجاؤگے یا مقتول بادشاہ غاصب کے جسم کو روند ڈالوگے - ایک گھمسان لڑائی کے بعد ہسپانی فوج کے قدم اُکھڑ گئے - بعض مورخین کہتے ہین کہ تولیڈو کا پادری اور خود بادشاہ ویزا کے لڑکے

طارق سے مل گئے تھے۔ راڈ ریک اپنے سب سے تیز گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگا۔ مگر وادی الکبیر مین ڈوب کر مر گیا۔ اس جنگ نے اسپین کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ مسلمانون کی طرف سے تمام جنگ مین سولہ ہزار آدمی شہید ہوے۔ اور اسپین کے مقتولون کی تو کوئی تعداد نہ تھی جب اس فتح کی خبر ولید کو پہونچی تو اسنے پیغمبر صلوٰۃ اللہ علیہ و السلام کی حدیث پڑھی کہ" میری امت جلد مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی"۔ فوج کے دستے اب تمام اسپین پر پہونچ گئے۔ سات سو سوار جنکے تمام گھوڑے مال غنیمت کے تھے قرطبہ پہونچکر خفیف سے مقابلے کے بعد اسپر قبضہ کر لیا۔ اندلس کے دوسرے بلاد مالاغہ۔ غرناطہ۔ مرسیا بھی جلد مطیع ہو گئے۔ طارق چند کوچ کے بعد وادی الکبیر اور کوہ موینا کو عبور کر کے قسطلان کے پائے تخت۔ ٹولیڈو کا محاصرہ کر لیا۔ اور وہ بھی خفیف مقابلہ کے بعد مطیع ہو گیا۔ تولیدو کی غنیمت مین ۲۵ تاج شاہی بھی تھے جن پر بیش قیمت موتی اور جواہرات ٹکے ہوے تھے۔ کہتے ہین کہ اسپین کے مال غنیمت مین زبرجد اور سونے کی بنی ہوئی ایک میز بھی تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی تھی۔ اُس کو طیلس القدس سے روم لے گیا تھا اور اہل غات روم سے اسپین مین لے آئے تھے۔ موسے کو طارق کی متواتر فتوحات سُنکر بہت ہی رشک ہوا اور اب وہ خود بھی دس ہزار سپاہ لیکر اسپین مین آ اُترا۔ اشبیلیہ کی بغاوت فرو کر کے مریدا پر قبضہ کر لیا۔ اہل شہر نے محافظت سے باہر نکلکر حملہ کیا۔ مگر موسے کی فوج نے سب کو گھیر کر فنا کر دیا۔ موسے نے ٹولیدو کی طرف کوچ کیا اور تلورا کے مقام پر طارق سے ملاقات ہوئی۔ وہان سے دونون فوجین ملکر شمال کی طرف بڑھین۔ سرگوسہ نے اطاعت قبول کی۔ اور وہان تریشیون نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ طلوقہ پرشلونہ پر قبضہ ہوا۔

حتیٰ کہ اسلامی فوجین کوہ پیرینیز کو پار کرکے فرانس مین داخل ہوگئین۔ موسے کا ارادہ
تھا کہ وہ اسی طرح بڑھتا ہوا تمام یوروپ پر قبضہ کرکے قسطنطینیہ پہونچ جائے مگر خلیفہ ولید
کے جانشین سلیمان نے اسکے غزوات اور فتوحات کی یہ قدر کی کہ وہ دمشق مین
بلایا گیا۔ اُسکو نہایت اہانت سے مجمع عام مین کوڑے مارے گئے۔ اسکا تمام مال و اسباب
ضبط ہوگیا یہانتک کہ وہ ہجرت کرکے حجاز مین گداگری کرنے لگا۔ اسپر بھی بس نہوا۔
بلکہ اس کے لڑکے بھی قتل کرڈالے گئے اور انکا سر بوڑھے باپ کے پاس بطور تحفہ
حجاز مین روانہ کیا گیا۔ ایسا ہی حشر فاتح سندھ محمد بن قاسم کا ہوا۔ اسکو بھی خلیفۂ وقت
نے نہایت بے دردی اور بے رحمی سے قتل کرادیا۔ اسکا صرف یہ قصور تھا کہ راجہ
داہر کی جو لڑکی خلیفہ کو تحفۃً پیش کی گئی تھی وہ باکرہ نہ تھی۔ فجار اور جبار خلفاء کی
غازیون کے ساتھ یہ توہین ان اللہ والون کے لیے جو صرف اسلام اور خدا کے
لیے لڑرہے تھے کچھ بھی دلشکنی اور حوصلہ توڑنے والی نہ تھی۔ مسلمان اسی طرح
جوش مین فرانس پر بڑھتے گئے۔ اور تقریبًا ایک تہائی فرانس ان کے قبضے مین
آگیا۔ لو لوز پر زاما اول سردار اسلام کو شکست ملی۔ مگر ہشام نے مسلمانون کی
خواہش پر عبد الرحمٰن کے ماتحت اور فوج روانہ کی۔ عبد الرحمٰن فتوحات کرتے
ہوئے قریب نصف فرانس پر قابض ہوگئے۔ فرانسیسیون کی طرف سے چارلس مارٹل
ایک بڑی فوج کے ساتھ مقابل ہوا چھ روز تک نہایت سخت مقابلہ ہوتا رہا
آخر کو شامیون یمنیون اور اہل بربر مین تقسیم غنیمت پر جھگڑا ہو پڑا۔ اور اتنک
دشمن بھی اگرچہ عربون کے تیرون اور نیزون سے اسکا قافیہ تنگ ہوگیا تھا
پسپا ہوا تھا۔ بالآخر جب عبد الرحمٰن بھی شہید ہوگئے تو اسلامی عسکر راتون رات

پیچھے ہٹ کر پیر بنیز کے پار اسپین مین واپس آگیا - چارلس کی اس فتح کو تمام عیسائی مورخ نہایت شدومد سے بیان کرتے ہین اور ان کے نزدیک چارلس نے ہی مسلمانون کو یورپ فتح کرنے سے ہمیشہ کے لیے روک دیا تھا۔

فتوحات ماوراالنھر وسندھ

حضرت عثمانؓ کے وقت تک دریاے جیحون مسلمانون کی عجمی فتوحات کی حد رہی - حضرت معاویہ کے زمانے مین مسلمانون نے اس دریا کو عبور کرکے تاتاریون پر حملہ کیا - اور بخارا پر قبضہ کرلیا۔ ترکون کی ملکہ کے بھاگنے مین ایک پیر کی جوتی چھوٹ گئی تھی - اسکی قیمت دو ہزار دینار اندازہ کی گئی - ولید کے زمانے مین قطیبہ نے فرغانہ کے ملک کو فتح کرلیا بیس ہزار سپاہ کے ساتھ سمرقند پہونچکر اس شہر کا محاصرہ کیا - کئی روز سخت محاصرے کے بعد یہ شہر بھی مطیع ہوگیا - اہل شہر نے دس لاکھ دینار اور تین ہزار نوجوان غلامون کے خراج کا اقرار کیا - اس کے ساتھ تمام آتشکدے گرا دیے گئے اور انکے موبدین شہر بدر کیے گئے - قطیبہ کی سپاہ بڑھتے بڑھتے ختن کے قریب پہونچگئی - فغفور تاتاری نے جزیہ دینا قبول کیا - کہا جاتا ہے کہ پہلے روز فغفور کے دربار مین قاصد کتان کے باریک لباس پہن کر گیا - دوسرے روز ریشمی کپڑے اور تیسرے روز سلاح اور خود سے آراستہ ہوکر - فغفور نے جب ہر روز کے تبدیل لباس کے معنے پوچھے تو کہا گیا کہ پہلے روز کا لباس عورتون سے ملنے کا تھا - دوسرے روز کا بادشاہون اور حاکمون سے اور تیسرے روز میدان جنگ کا فغفور ان اشارون کو سمجھ گیا اور جزیہ دینا قبول کیا۔

خلیفہ ولید کے زمانہ مین عبداللہ حاکم سیستان کو حجاج نے حکم بھیجا کہ وہ ملتان اور

سندھ پر حملہ کرے - محمد بن قاسم سندھ پر بڑھا اور راجہ داھر کو شکست دیکر تمام سندھ اور ملتان پر قبضہ کر لیا - بہت سے عرب سندھ مین آباد کیے گئے اور سندھ کے جاٹون اور راجپوتون کی آبادی کا کچھ حصہ عراق مین منتقل کیا گیا کئی صدی تک مسلمانون کی حکومت سندھ پر قائم رہی -

فتوحات جزائر بحر روم حضرت معاویہ کے زمانے مین قسطنطنیہ پر کئی حملے کیے گئے مگر وہان عربون کا بہ باعث سر ما مستقل قبضہ نہوا جو مہین بحری ذریعے سے بھیجی گئین - اسنے لوٹتے ہوے رودس اور قبرس پر قبضہ کر لیا - یہ قبضہ مسلمانون کا کب تک رہا - معلوم نہین - مگر ہارون رشید کے زمانے مین جب خلیفہ نے نیقوفورس پر فتح پائی تو قبرس پر دوبارہ قبضہ ہوا - اور یہ قبضہ بھی غالبًا عرصے تک نہ رہا - کیونکہ جب ترکون نے اسپر قبضہ کیا ہے تو یہ عیسائیون کے قبضے مین تھا - رودس کے فتح مین وہان ایک پیتل کا عظیم مجسمہ کولوسس نامی دُنیا کے سات عجائبات مین سے سمجھا جاتا تھا جو خصوصًا قابل ذکر ہے یہ مجسمہ ایک یہودی کے ہاتھ کئی لاکھ دینار مین فروخت ہوا اور اس کے اٹھانے کے لیے ۳۰ ہزار جانور درکار ہوے -

المامون کے زمانے مین کریٹ اور سسلی پر مغربی عربون نے حملہ کرکے قبضہ کر لیا - خود عربون کی تاریخ مین اس فتح کا کوئی ذکر نہین مگر رومی مورخون سے معلوم ہوتا ہے کہ اندلس کے عربون کی ایک جماعت غالبًا وہان کی حکومت سے تنگ آکر مہاجرت کرکے کہین اچھا مقام بحر روم پر ڈھونڈھ رہی تھی اس جماعت نے آخر کار اسکندریہ پر قبضہ کرکے لوٹ لیا - مگر خلیفہ المامون کی فوج نے جلد انکو شہر سے

نکالدیا۔ یہ اپنے جہاز پر سوار ہوکر بحر روم مین لڑتے ہوے کریٹ پر اُترے۔ ابو کعب
ان کے سردار نے پیچھے سے جہازون مین آگ لگادی۔ اور اُسنے کہاکہ اب
اس سے بہتر زمین کی تلاش مین کہان جاؤگے۔ یہین رہ پڑو۔ اور یہین کی
خوبصورت عورتون سے نکاح کرلو۔ عربون نے خلیج سودا کے قریب اپنے اردگرد خندق
کھودلیا۔ اسی وجہ سے جزیرہ کریٹ کا نام عربی مین خندقہ پڑگیا۔ جو بگڑکر
کینڈیا ہوگیا۔ عربون نے بڑھتے بڑھتے تمام جزیرہ پر قبضہ کرلیا اور اہل کریٹ بجز
دو ایک فرقہ کے مسلمان ہوگئے۔ کوہ ایڈا کے جنگل سے انکو اپنے جہازات
ازسرنو بنانے کا موقع ملگیا اور انھون نے پھر بحری قوت بھی خاصی درست کرلی
اور پھر سلانیک اور لیمنوس جزیرہ پر بھی حملہ کرکے قبضہ کرلیا۔ کریٹ مین اسلام
۱۵۰ برس تک فتحیاب رہا۔ اس کے بعد رومیون نے پھر قبضہ کرلیا۔ اور جو لوگ
مرتد نہ ہوئے وہ زندہ جلادیے گئے۔ سسلی کی فتح بھی مغربی عربون کے ذریعے سے
حاصل ہوئی۔ ایک عیسائی نوجوان ایک راہبہ کو بھگاے گیا جس کے جرم مین بادشاہ
سسلی نے اس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا۔ وہ بھاگ کر مسلمانون کی پناہ مین آگیا
اور اُسنے سو جہاز۔ سات سو سپاہ اور دس ہزار سوار لیکر مسلمانون کی طرف سے سسلی
کے مقام مزارا پر اترا۔ رگوسا۔ سینا۔ اینا کو فتح کرکے عربی فوج نے سرگوسہ کا محاصرہ
کرلیا۔ عیسائی نوجوان جو اس فوج کی سرداری کررہا تھا لڑائی مین مارا گیا۔ اور
اسلامی فوج بھی محاصرہ کی تکلیف سے تنگ آکر شکستہ دل ہوگئی۔ مگر اندلس سے مسلمانون
کی کمک جلد پہونچ گئی اور سسلی قریب قریب تمام مفتوح ہوگیا۔ پلرمو عربی
امارت کا صدر مقام قرار پایا۔ یہان بھی اسلام نے بہت فتح حاصل کی۔ کھیتی مین

جس روز سلطان افریقہ کے لڑکے کا ختنہ ہوا اسی روز اہل سسلی نے اپنے لڑکون کی جنکی تعداد ایک لاکھ پچاس ہزار تھی برضا ورغبت ختنہ کراکر داخل اسلام کیا۔ ۹۵۳ء مین والی سسلی حسن نے ایک مہم اٹلی پر بھی بھیجی۔ اس حملہ سے اٹلی کے مغربی کنارے روما تک عربون کا قبضہ ہوگیا۔ ۱۰۰۰ سنہ عیسوی مین کورسیکا پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا۔ ایک عرب لینیز انگیسا تھوڑی فوج لیکر اس جزیرہ پر آاترا۔ اور اپنے شجاعت اور فصاحت سے جزیرہ کے لوگون کو حلقہ بگوش عرب و اسلام کرلیا۔ ڈیڑھ سو برس کے بعد اٹلی کے عیسائیون نے پھر اس جزیرے پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانے مین سارڈینا بھی عربون کے قبضے مین آگیا۔ اہل سارڈینا نے کچھ عرصے تک مقابلہ کیا مگر نوین صدی کے آخر اور دسوین صدی کے ابتدا مین اسپر مسلمانون کا کامل قبضہ ہوگیا تھا۔ پوپ جان ہشتدہم نے مسیحی سلاطین سے اُس جزیرہ کے مخلصی اور رہائی کے لیے اپیل کی پیسا اور جنیوا کی جمہوری حکومتون نے آخر کار عربون کو نکالنے کا بیڑا اٹھایا اور اگرچہ انکو عرب کے جنگ خصوصًا انکی نفت اندازی سے نہایت نقصان اُٹھانا پڑا مگر عرب پر فتحیاب ہوئے۔

غالبًا عربون نے بیلارک اور مالٹہ اور دوسرے بحر روم کے چھوٹے جزیرون پر بھی قبضہ کر لیا تھا مگر تاریخ سے اسکی کوئی شہادت ہم نہین پہونچتی۔

جسوقت مطار پرسول اللہ صلعم نے عرب سے باہر پہلے مہم بھیجی تھی۔ اُسوقت کون گمان کرسکتا تھا کہ اس صدی کے ختم نہونے تک یہ شرارہ مشرق سے لے کر مغرب تک کسرے کی تمام سلطنت اور قیصر کی تین چوتھائی سلطنت کو اپنے شعلہ مین لپیٹ لیگا مگر ہان جنکے پاس قرآن مجید تھا وہ خدا کے اس وعدے کو پہلے سے جان چکے تھے۔

تم مین سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے ہین انسے خدا کا وعدہ ہے کہ ایک نہ ایک دن انکو ملک کی خلافت (یعنی سلطنت) ضرور عنایت کرے گا۔ جیسے ان لوگون کو خلافت عنایت کی تھی جو انسے پہلے ہو گذرے ہین - اور جس دین کو اسنے ان کے لیے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اسکو ان کے لیے جما کر رہے گا۔ اور خوف و خطر جو انکو لاحق ہے - اسکے بعد وہ عنقریب ہی انکو اس کے بدلے مین امن دیگا - کہ باطمینان ہماری عبادت کیا کرین گے اور کسی چیز کو ہمارا شریک نہ گردانین گے" (سورۂ نور)

تیسرا باب

تمدن عرب

جبکہ مغرب مین خصوصاً اور دُنیا کے دیگر حصون مین عموماً جہالت اور اوہام کی گھٹا ٹوپ تاریکی پھیلی ہوئی تھی عربی ممالک علوم و فنون کی روشنی سے منور ہو رہے تھے دُنیا کی بہت سی قدیم جنگجو قومون نے ملکون کو زیر و زبر کیا مگر عرب کے سوا کوئی دوسری قوم نہین جسنے ایک مدت قلیل مین ملکی فتوحات کی طرح علمی اور تمدنی ترقی کو بھی کامل حقیقت پر پہونچا دیا - یونانیون - رومیون اور اہل فرنگ نے جو کچھ بھی علمی ترقی کی ہے اُسکو ایک زمانہ لگ گیا تھا مگر عربون کی فتوحات جسطرح برق تیز رو تھی - اُسی طرح انکی علمی اور تمدنی ترقی بھی تھی۔

بنی امیہ کے ابتدائی خلفا کے وقت ہی سے یونانی علوم مسلمانون مین رائج ہونا شروع ہوئے - گو وہ زمانہ فتوحات کا تھا اور جبتک بنی عباس کے زمانے مین عرب ملک گیری سے

ملک داری کی طرف متوجہ ہوے - علم وتمدن کو پوری ترقی نصیب ہوئی - المنصور کو اپنی ایک بیماری کے علاج کے واسطے ایک یونانی طبیب کا مشورہ لینا پڑا اور یہی معمولی واقعہ عرب مین یونانی طبابت کے آنے کا سبب ہوا - جسکو بعد کو عرب طبا نے وہ ترقی دی کہ یہ علم اصل مین عرب کا ہوگیا - ہارون رشید کے زمانے تک علوم و فنون کی رفتار برابر بڑھتی گئی - اسی خلیفہ نے اپنے زمانے مین یہ حکم دیا تھا کہ ہر مسجد کے ساتھ تعلیم کا ایک مدرسہ بھی ہو - اس کے زمانے مین علوم وفنون کے مدارس کا رئیس ایک نسطوری عیسائی یحییٰ تھا - المامون کے زمانے مین عربون کا علم و تمدن ترقی کرکے اعلےٰ مراتب پر پہونچ گیا تھا - اپنے باپ کے زمانے مین جبکہ وہ خراسان کا حاکم تھا اس کے دربار مین بہت سے کلدانی - یونانی - ہندی - فلسفی موجود تھے - اور جب وہ تخت خلافت پر بیٹھا تو گویا اسنے علم کا دروازہ کھولدیا - اسکے زمانے مین بغداد دنیا کے سب سے بڑے ریاضی دان - منطقی - طبیب اور فلسفیون کا مرکز ہوگیا - ہزارون اونٹ ہر روز بغداد مین عجم یونانی - عبرانی علوم کی کتابون کے بارے داخل ہوتے تھے - المامون کے قاصد شام - ارمینیا - اور مصر مین پھیلے ہوے تھے - جو نایاب کتابون کا سراغ لگاتے اور اُنکو دستیاب کرکے بغداد روانہ کرتے - مترجمون - معلمون اور مشرحین کی ایک بڑی جماعت بغداد مین آباد ہوگئی - جنکا پیشہ صرف علوم کی خدمت تھی - مامون نے میخائل قیصر قسطنطنیہ سے اس بات پر صلح کرلی کہ وہ یونان کے علوم کی کتابین جو معبد خانون اور خانقاہون مین بند پڑی ہین اس کے حوالے کردے - میخائل نے بہت خوشی سے یہ تمام شیطانی کتابین عربون کو بھیجدین - ان سب کا بڑے اہتمام سے عربی مین ترجمہ کیا گیا اور

اسپر شرحین لکھی گیئن - اور جب اس کے بعد ان کتابون کی ضرورت نہ رہی تو وہ سب آگ کے نذر کردی گیئن -

خلیفہ واثق بھی اسیطرح نہ صرف علوم کا مربی تھا بلکہ اکثر علوم اور خصوصاً شاعری اور موسیقی کا بڑا زبردست عالم تھا - اسکو نجوم سے بڑی دلچسپی تھی - جب وہ بیمار پڑا تو دربار کے نجومیون نے پیشینگوئی کی کہ ابھی وہ پچاس برس اور سلطنت کریگا - مگر اُسکا دس روز کے اندر ہی انتقال ہوگیا - اس یے بعد کے خلیفہ نجوم کی طرف سے بدعقیدہ ہوگئے تھے - حسن ابن سہل اور ابو معشر اس زمانے کے بڑے نجومی تھے -

خلیفہ مستنصر جس کے زمانے مین خلافت مثل سایہ کے باقی رہ گئی تھی - اسوقت بھی علوم وفنون کا بڑا چرچا تھا - اسنے اپنے نام پر ایک مشہور مدرسہ بغداد مین بنوایا - اس مدرسے کی عمارت بقول مؤرخون کے اسوقت لاجواب تھی - ہر چار مذہب کے مدارس اسمین جُدا تھے اور ہر طالب علم اور معلم کو سرکاری وظیفہ دیا جاتا - ان کے یے حمام اور شفا خانے بھی بنوائے گئے تھے - انھین خلفا کی تقلید مین احمد بن طولون والی مصر نے ملک کے ہر عالم کا ایک ہزار دینار وظیفہ مقرر کیا تھا اور لاکھون روپیہ بغداد کے علما اور فقرا مین تقسیم کرنے کے یے بھیجا کرتا - نظام الملک وزیر ملک شاہ سلجوقی نے اپنے نام پر ایک مشہور مدرسہ نظامیہ بھی بغداد مین بنوایا - جہان امام غزالی معلم تھے - اور مشہور شاعر سعدی نے تعلیم پائی تھی - بغداد مین مدارس کی وہ کثرت تھی کہ اندازہ کیا گیا ہے کہ ہر سال ۶ لاکھ طالب علم فارغ التحصیل ہو کر نکلتے تھے اور انھین مدارس کی برکات کا نتیجہ تھا کہ ہر زمانے مین مؤرخین - شعرا - اطبا - ریاضی دان کثرت سے عربون مین موجود تھے -

تقریباً خلافت کے ہر بڑے شہر مین مدارس۔ دار العلما۔ اور کتب خانے موجود تھے۔
بصرہ اور کوفہ اپنے مدرسون اور عالمون کی کثرت سے بغداد کی ہمسری کا دعوے کرتے تھے
دمشق۔ حلب۔ بلخ۔ اصفہان۔ سمرقند۔ علوم و فنون کے دوسرے مراکز تھے۔ اس زمانے
کے ایک معمولی طبیب کا ذکر ہے کہ جب اُسکو امیر بخارا نے علاج کے لیے طلب کیا تو اسنے
اس بنا پر جانے سے انکار کر دیا کہ صرف اسکی علوم کی کتابون کے لیے چار سو اونٹ
درکار تھے۔

مورخین افریقہ نے بھی نہایت فخر و مباہات سے اپنے ملک کے مشہور علمی مراکز کا ذکر کیا ہے
مراکش۔ قیروان۔ فاس۔ مین ہر قسم کی علمی مدارس۔ مساجد۔ کتبخانے موجود تھے اور
ان کتبخانون مین اب بھی بعض ایسی کتابین دستیاب ہوئی ہین جو کبھی یورپ مین نہ
ملتی تھین۔ ہسپانیہ کے علمی مدارس اور علمی ترقیات اسوقت کے عالم اسلامی مین سب سے
بڑھی ہوئی تھین۔ اسپین مین ابتدائی تعلیم کا ایسا عمدہ انتظام تھا کہ مشکل سے اسپین مین
کوئی شخص موجود تھا جو علم سے محروم رہا ہو۔ اس کے برخلاف یورپ مین اسوقت
مشکل سے کوئی آدمی ملسکتا تھا۔ جو علم سے واقف ہو۔ قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ غرناطہ۔ اپنے
مدارس کی کثرت پر ایک دوسرے سے مسابقت کر رہے تھے۔ قرطبہ جو حکیم سینکا کی
پیدایش کی جگہ تھی وہان رومیون کے وقت مین بھی کئی مدارس تھے۔ مگر عربون کے
زمانے مین اس شہر کی علمی ترقی کی یہ حالت تھی کہ قصیری نے لکھا ہے کہ ایک وقت مین
مشاہیر عالم اسلامی سے ۷۰ آدمی صرف اسی شہر کے رہنے والے تھے۔ الحکم نے یہان
ایک شاہی دار العلوم اور ایک شاہی کتب خانے کی بنیاد ڈالی جسمین چار لاکھ کتابین
تھین۔ حکم خود ایسا علم دوست تھا کہ تقریباً یہ تمام کتابین اس کے مطالعہ سے گذر چکی تھین

اور ہر کتاب پر اس کے حاشیے اور صاحب کتاب کی تاریخ پیدائش وفات اور اسکے
مختصر حالات خود اس کے قلم سے لکھی ہوئی تھین - غرناطہ کا دارالعلوم مرسیا کے ایک عالم
شمس الدین کی زیر نگرانی تھا - ابن متوکل جسنے وہان بارھوین صدی عیسوی مین سلطنت
کی ہے اس کے پاس ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا کتب خانہ تھا - اسکی بہت سی کتابین
ابتک اسکوریل (شاہی محل اسپین) مین موجود ہین - قصیری نے اس شہر کے ان علماء
کا ذکر کیا ہے جو اپنے وقت کے وحید العصر تھے اور انکی تعداد ۱۲۰ سے متجاوز تھی - جسمین
فلسفی - مؤرخ - فقیہ - محدث شامل تھے - اسپین کے دوسرے شہرون تولیدو - ملیگا -
مرسیا - ولنسیا - مین بھی اسی طرح مدارس اور مکاتب کی کثرت تھی - اندلس کے شہرون
مین ستر مدارس عوام کی تعلیم دینے کے لیے مخصوص تھے - مڈل ڈارف نے ستر مشہور
و معروف دارالعلما اور دارالعلوم کا ذکر کیا ہے جو عربون کے زمانے مین اسپین مین موجود
تھے اور ساتھ ہی ان عالمون کی بھی ایک فہرست دی ہے جو اسوقت اُن دارالعلوم
کے مدرس تھے - ان مدارس کے انتظام اور اُن کے نصاب تعلیم کے متعلق بہت تھوڑے
سے معلومات ہم تک پہونچے ہین - ہر مدارس کا انحصار مخصوصاً مذہبی تعلیم پر ہوتا تھا
اور اسواسطے مدارس کی زیادہ تعداد مسجد سے متعلق تھی - مدرسون کی دو قسمین تھین
ایک تو وہ جہان عام لوگ پڑھتے تھے اور اسمین لکھنا - پڑھنا - حساب اور مذہبی
تعلیم ہوتی تھی - دوسرے وہ مکاتب جو مسجد سے علٰحدہ بنائے جاتے تھے اور
اسمین اعلیٰ تعلیم مثل منطق - ادب - فلسفہ - حدیث - فقہ کی تکمیل تعلیم ہوتی تھی - ان
مدارس مین طلباء کے رہنے کا بھی انتظام ہوتا تھا - اور ان کے خوراک اور لباس کا بھی
ہر مدرسے کا ایک شیخ ہوتا تھا جو صرف اپنی علمی استعداد کی بنا پر مقرر ہوتا خواہ اسکے مذہبی خیالات

کیسے ہی ہون - یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ہر سال طلبہ کا امتحان بھی ہوتا - بلکہ طب کے
مدارس مین اس امتحان کا ہونا یقینی امر تھا - مصر اور ھسپانیہ مین ان امتحانون کی بڑی
سختی سے نگرانی کیجاتی تھی - اور جب رئیس الاطبا طالب علم کی لیاقت سے مطمئن ہوجاتا
تو اسکو ایک سند ملتی اور اُسکو طبابت کرنے کی اجازت دیجاتی - مدارس مین استادونکو
مقرر کتابین تعلیم دینے کے لیے دیجاتین - اور یہی کتابین درسیات مین داخل ہوتین
عربون کے دوسرے علوم کی جو کچھ بھی ترقی رہی ہو - اسمین شک نہین کہ شاعری -
بلاغت - صرف و نحو کو اُنھون نے معراج ترقی پر پہونچا دیا تھا - ان علوم کو قرآن شریف
کی وجود سے ایک قسم کا معیار ملگیا تھا - اہل بصرہ اور کوفہ خصوصًا اسمین زیادہ ماہر تھے
مگر اسپین کے عرب بھی ان سے کچھ کم نہ تھے - قصیری نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ہاشم نے
اپنے کتاب اصول فصاحت و بلاغت کے دیباچہ مین سیکڑون متقدمین نحویون کی
غلطی نکالی ہے - بلاغت جو قدیم عربون کا خاص جوہر اور مایۂ ناز فن تھا - خلفا رعباسیہ
کے زمانے مین بالکل مفقود ہو چلا تھا کیونکہ عربون کی ذاتی آزادی سلب ہوگئی تھی لیکن
باوجود اسکے یہ حال تھا کہ عربون مین اعلےٰ درجے کے خطیب اور مقرر کی تعداد بھی
زمانہ جاہلیت سے بیش از بیش متجاوز تھی - مالک دل کو اسیر کرنے والی تقریر کے
لیے مشہور زمانہ ہے - شریف نظم اور نثر کی جُدا جُدا خوبیون کو اپنی تقریر مین عجب
خوبی سے ملا دیتا - حریری جو عربون کا سسرو اور ڈماستھینز کہلایا جاتا ہے - اس کے
خطبے حریر پر آب زر سے لکھنے کے قابل ہین - چھٹی صدی مین غرناطہ کا بدرالدین
اپنی بلاغت کی وجہ سے شمع بلاغت مشہور ہوگیا تھا - اور شکا کی کی تحریر نسے اسکو
عربون کا کوئنٹلین کا واجبی خطاب ملنا چاہیئے - شاعری جو قدیم سے عربونکی بلاغت

کی طرح انکے لیے مخصوص تھی۔ اب اسنے زمانہ تمدن مین وہ ترقی کی کہ یہ کہنا مبالغہ
نہوگا کہ جتنے دیوان عربون کے موجود ہین وہ دنیا کی تمام قومون سے زیادہ ہین۔ خلافت
راشدہ اور بنی امیہ اور پھر خلافت بنی امیہ اور عباسیہ کے جھگڑون مین شاعرون نے
اپنی مخالف کی ہجو اور موافق کی مدح مین نظم کا ایک دریا بہادیا ہے۔ خلفاے
بنی عباس اور بنی اُمیہ اسپین کے دربار نے شاعری کی قدر و منزلت سے اسکو
اعلیٰ درجے پر پہونچادیا۔ متنبی کوفہ کا رہنے والا ملک الشعرا کے خطاب سے مشہور ہے
خلیل ابن احمد نے سب سے پہلے شعرون کے وزن اور معیار کے اصول پر کتاب
لکھی اور فن عروض کی بنیاد ڈالی ہے۔ شاعری صرف مردون کی جدت پر موقوف
نہ تھی۔ اس زمانہ کے بعض خواتین بھی اپنی بلند پردازی اور نازکخیالی مین مایۂ
فخر و ناز تھین خلیفہ قرطبی کی بیٹی ولادۃ جس طرح خوبصورتی مین مشہور تھی ویسا ہی
جدت آفرین طبیعت اور شاعری کے لیے بھی۔ اور اسکو عرب کا سافو کہنا بیجا
نہوگا۔ لبانہ جو ایک دوسری قرطبہ کی خاتون ہین صرف شاعری ہی کے لیے مشہور
نہ تھین۔ بلکہ فلسفہ اور ریاضی مین بھی ید طولےٰ رکھتی تھین۔ یہ خلیفہ حکم کی پرائوٹ
سکریٹری تھین۔ صفیہ اشبیلیہ کی رہنے والی شاعری اور خوشخطی کے لیے مشہور ہین
العتانیہ جنھون نے خلیفہ کے لیے مدحیہ قصائد لکھے ہین۔ مریم جو عربون کی کورینا کہلاتی
ہین وغیرہ۔ شعرا کی ایک لاالفت خلیفہ معتصم کے بیٹے ابوالعباس نے لکھی ہے جسمین
۱۳۰ شعرا کا ذکر ہے۔ قصیری نے بھی ایسے ہی ایک شعرا کی سوانح کا ذکر کیا ہے جو
جو بیس[۲۴] جلدون مین تھی۔ الحجاز نے ایک سوانح ۵۰ جلدون مین لکھی ہے صفیلوی
نے ۳۰ جلدون مین۔ ثعلبی کی کلیات عربی شعرا کے مختلف کلام کا ایک نمونہ ہے جسمین

بہت سے شعرا کی حیات بھی لکھی گئی ہے - جو اسوقت مصر - شام - عراق - عجم - تاتاری پر پھیلے ہوے تھے -

باوجودیکہ عربون کو شاعری مین اسقدر کمال تھا - یہ عجیب بات ہے کہ ان کی کوئی تصنیف ڈراما اور نظم رزمیہ بہ مثل ہومر اور فردوسی کے نہین ہی - اور نہ کسی یونانی یا رومی مصنف کا ترجمہ ہی ہے - صرف ہومر کے ایک قدیم عربی ترجمہ کا جو خلیفہ ہارون رشید کے وقت مین کیا گیا تھا پتہ چلتا ہے - اسکو لبنان کے ایک عیسائی عربنے کیا تھا - اس کمی کو عربون نے ان عجیب وغریب فسانون سے پورا کر لیا تھا - جسکا نمونہ آجتک الف لیلہ ولیلہ کے نام سے موجود ہے - یہ کتاب اسوقت یوروپ کے تمام زبانون مین ترجمہ ہو چکی ہے اور یہ عجائب القصص ابتک بچون سے لیکر بوڑھون تک لوگون کے دلچسپی کا باعث ہین - علاوہ اس کتاب کے عربی ممالک مین قصہ خوانون کی ایک جماعت تھی جنکے قوت متخیلہ برجستہ ایک نیا قصہ بنا دیتی اور جو کبھی قلمبند نہین ہو سکتی - ہزارون قسم کے قصے ابتک یہ قصہ خوان ممالک عرب مین بیان کر کے سُننے والے کی فکر و پریشانی کو غنودگی سے بدل دیتے ہین - انھین قصہ خوانون مین حماد ایک شخص مشہور ہے جسکی قوت حافظہ کی یہ کیفیت تھی کہ ایک بار اسنے خلیفہ کے سامنے یہ دعوے کیا کہ اے امیر المومنین مین ہر شاعر کے کلام کو جسکا آپ نام جانتے ہین پڑھکر سُنا سکتا ہون - بلکہ ان کے کلام کو بھی جسکا آپنے نام نہین سُنا مین ہر ایک شاعر کی شاعری کی پوری تشریح بھی کر سکتا ہون - مین حرف تہجی پر سو سو شعر شعرا ے قدیم کے سُنا سکتا ہون - یہ کہکر اسنے اسقدر اشعار پڑھے کہ خلیفہ گھبرا گیا - جب شمار کیا گیا تو معلوم ہوکہ وہ تین ہزار شعر پڑھ چکا ہے -

خلیفہ نے خوش ہوکر اسکو ایک لاکھ درہم انعام دیے۔ امیر یوسف کو ایک مصرعے کی جستجو تھی کہ وہ کس شاعر کا ہے اور معلوم نہ ہوتا تھا۔ حماد نے فوراً بتا دیا۔ اسپر امیر نے بھی ایک لاکھ درہم انعام دیے۔

علم تاریخ جو قدیم مین صرف نسب ناموں پر منحصر تھی۔ اسلامی عربون کے زمانے مین انتہائی ترقی پر پہونچ گیا۔ ابتک تاریخ پر اتنی تصانیف موجود ہین کہ اگر صرف مصنفین کی فہرست لکھی جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ تاریخ مین ہر ہر ملکت ہر ہر بادشاہ اور قوم کی جُدا جُدا تاریخین۔ ان کے کارنامے۔ ان کے فتوحات ان کے نظام و تمدن کی شرح و بسط کے حالات کی کتابین موجود ہین۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ پر جو مقدمہ لکھا ہے اسمین تاریخدانی کو فلسفہ کے درجے تک پہونچا دیا ہے اور اسکی تحقیق اور درایت بالکل آجکل کے مورخون کے طرز پر ہے۔

ابو الفدا مورخ اور ابن خطیب جو خلیفہ غرناطہ کا وزیر تھا خصوصًا تاریخی واقعات کی صداقت نگاری کے یے مشہور ہین۔ آخر الذکر نے خلفار اسپین اور افریقہ پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ اسنے اسپین کے مشاہیر اور علما کی سیرتین بھی لکھی ہین۔ ابن ہشام یا (ابن حسام) قرطبی شاعری کے ساتھ تاریخ دانی اور زبان دانی کے یے مشہور تھا اس کے تصنیفات کی اسقدر کثرت تھی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے نے ۴۰۰ تصنیفات جمع کین اور ان مین اسی ہزار صفحے سے زیادہ تھے۔ ابن حیون قرطبی نے اسپین کی تاریخ دس جلدون مین لکھی ہے۔ اسکی ایک تصنیف جسمین اسنے اپنے ہی زمانے کے واقعات قلم بند کیے ہین سات جلدون مین ہے۔ اسپین کے ہر ہر ولایت اور ہر ہر شہر کے مؤرخ موجود ہین۔ اسپین کے

۱۳ اصدی کی مکمل تاریخ جسمین اسکی جغرافیہ - پیداوار علمی اور اقتصادی حالات ہین
۱۶ مصنفون نے یکے بعد دیگرے ۱۵۰ برس مین تمام کی تھی - سیرۃ پر بھی ایسا ہی تصنیفات
کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے - رازی اور ابن رازی قرطبی نے وزرا کے انساب
اور ان کے کارناموں پر ضخیم جلدین لکھی ہین جسطرح مسعودی نے خلفائے مشرق
کی مفصل سیرۃ لکھی ہے - اسی طرح ابو الولید نے خلفاء بنی امیہ اسپین مین سے
ہر ایک کی جدا سیرۃ لکھی ہے - ابن زید قرطبی اور ابو المنذر والنسادی نے مشہور
گھوڑون کے انساب پر بحث کی ہے - اسی طرح عبد الملک نے اونٹون کے نسب پر
کتاب لکھی ہے - اسنے سوانح عمریون کی ایک بڑی قاموس بھی مرتب کی ہے -
ابن خلکان نے بھی ایک سوانح پر قاموس لکھی ہے - جسکا کئی زبانون مین ترجمہ
ہو چکا ہے - علاوہ اس کے قرون اولے اور پیغمبرؑ کے اصحاب کے مفصل حالات پر
بے شمار کتابین لکھی گئین ہین جنکی وجہ سے اصول حدیث مین نہایت مدد ملتی ہے -
عربون نے انسائیکلوپیڈیا - گزیٹر اور اسی قسم کی دوسری کتابین بھی تصنیف کی
ہین - محمد ابو عبد اللہ قرطبی نے علوم وفنون کی انسائیکلوپیڈیا لکھی ہے - جو گیارہ جلدون
مین تھی - اور جسمین سے اب بھی چوتھا اور ساتوان حصہ باقی ہے - ایسا ہی فارابی
نے اسوقت کے مروجہ علوم وفنون پر ایک کتاب لکھی ہے - یہ شخص ۲۰ زبانون کا عالم
تھا - علوم جغرافیہ مین جہانتک اس زمانے کی معلومات تھی - عربون کی تحقیقات نہایت
صحیح تھی - قاہرہ کے کتب خانے مین کرۂ زمین کے بارہ نقشے رکھے ہوے تھے جسمین
ایک پیتل اور ایک چاندی کا تھا - چاندی کا کرہ وزن مین تین ہزار درہم تھا
اور اسکے بنانے مین اٹھ ہزار اشرفیان خرچ کی گئی تھین - ابو الفدا جغرافی تحقیقات

مین صحت کے باعث محققون کی صف اول مین شمار ہوتا ہے ۔شریف ادریسی قرطبی
نے جسنے ایک چاندی کا کرہ بنا کر راجر بادشاہ سسلی کو نذر کیا تھا اسنے جغرافیہ پر
ایک کتاب بھی لکھکر بادشاہ کے نام سے معنون کیا تھا۔ اس کتاب کا خلاصہ
حال مین شام کے مسیحیون نے چھاپا ہے ۔ اسپین کے عربون نے زمین کی مساحت
کا اندازہ بھی قریب قریب صحیح معلوم کرلیا تھا۔ مقدسی ۔ ابن حوقل ۔ ابن بطوطہ ۔
ابن جبیر نے دُنیا کی سیاحت کرکے وہان کے مفصل اور دلچسپ حالات لکھے ہین ۔
ہمدانی نے جزیرۃ العرب کی مفصل حالات ۔ اسکی پیداوار ۔ اسکے نباتات حیوانات
وغیرہ نہایت شرح وبسط سے موجودہ جغرافئین کے طرز پر لکھے ہین ۔قصیری نے
اٹھارہ مشاہیر کے نام لکھے ہین جنھون نے محض جغرافی تحقیقات کے لیے بڑے
دور دراز کے سفر کیے تھے ۔ ابن رشید نے افریقہ ۔ مصر اور شام کا سفر کیا ہے ۔ اور
وہان کے مدارس ۔کتب خانون علمی مجالس کا خصوصاً مفصل حال لکھا ہے ۔
علوم آثار قدیمہ پر تماری اور مقریزی کی کتابین عربی سکون کی تاریخ پر ہین ۔
مقریزی نے وزن اور پیمانون پر بھی ایک کتاب لکھی ہے ۔غزالی نے عرب
کی قدامت پر بحث کرتے ہوے اپنے ملک کی ایجادات اور فنون پر بھی تبصرہ
کیا ہے ۔ علوم سیاست مدن (پولیٹیکل اکانمی) اگرچہ موجودہ صورت مین ترقی پذیر نہوے
تھے ۔مگر عربون کو اسپین بھی دخل تھا ۔ ملک کے فتح ہونے کے ساتھ ہی عربون کو اس
ملک کی اقتصادی حالت لکھنے کا شوق ضرور پیدا ہوتا ۔ عمر ابن عبدالعزیز کے
زمانے مین عاصم ابن مالک والی ہسپانیہ نے مشرق کی بہت سی باتین ملکی ترقی
کے لیے وہان رواج دین ۔ اسنے خلیفہ کی معلومات کے لیے ملک کے مختلف صوبون

وہان کے دریا بندرگاہون اور شہرون کا ذکر نہین کیا بلکہ ہر جگہ کی آب وہوا وہان کی زمین کی حالت ۔ وہان کے پہاڑ ۔ درخت ۔ معدنیات ۔ ذرائع آبپاشی و ترقی زراعت ۔ تجارت کی درآمد اور برآمد اور ان کے ذرائع ترقی پر بہت بڑی رپورٹ لکھی ہے ۔

فلسفہ مین بھی عربون نے ویسا ہی ترقی کی جیسا اُنھون نے علم ادب مین کیا تھا ۔ الغزالی نے فلسفہ ما بعد الطبیعہ پر اپنے علم کلام کی بنیاد رکھی ہے ۔ الکندی خلیفہ المامون کے وقت کا ایک بڑا فلسفی مشہور ہے ۔ قریب دو سو علوم کی کتابین جو اسکی تالیف اور تصنیف سے شمار ہوئی ہین اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یونان عجم اور ہند کے علوم سے پورا واقف تھا ۔ عربون کے مذاق کے بموجب ارسطو کا فلسفہ اور منطق بہ نسبت دوسرے فلسفہ یونان کے زیادہ قابل قبول تھا ۔ اگرچہ افلاطون کے اشراقی فلسفہ سے بھی بے خبر نہ تھے ۔ ارسطو کا سب سے بڑا عربی مفسر مشہور فلسفی ابن رشد ہے جسکو اہل یورپ اویروس کہتے ہین ۔ بعضون کا خیال ہے کہ وہ ارسطو سے بھی سبقت لے گیا تھا ۔ اسکوریئل مین اور بھی بے شمار فلسفیون اور صوفیون کی تصانیف موجود ہین ۔ جنکی معتبر فہرست قصیری اور ڈی ہربلاٹ نے دی ہے ۔

علوم طبیعات مین بھی عربون کو بہت کچھ درک تھا ۔ اور طب مین تو انکی ترقی اُس زمانے مین کسی کو نصیب نہین ہوئی ۔ کہا جاتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی مین بغداد سے بہتر کہین طبیب نہ مل سکتے تھے ۔ روایت مین ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانے مین حارث ابن کلدہ عرب کا مشہور طبیب ہوگیا تھا ۔ یہ شخص حضرت

ابو بکر صدیقؓ کا بھی طبیب خاص تھا اوسنے جندی سابور کے مدرسہ طب مین تعلیم پائی تھی جسکی بنیاد شاپور نے ڈالی تھی۔ جب شاپور نے قیصر روم کی لڑکی سے شادی کیا تو یونان کے حکما کو اس مدرسے کیلئے بلوایا۔ بغداد اور اسکندریہ کے مدارس مین خلیفہ کی خاص توجہ سے یہ علم پڑھایا جانے لگا اور بقراط اور جالینوس کی کتابین بڑی شوق سے ترجمہ کی گئین۔ عربون کے مشہور اطبا مین حنین۔ موسے۔ جبرئیل بختشوع۔ ثابت ابن قرہ۔ الکندی کے علاوہ بے شمار طبیبون کے حالات اصیبعہ نے تحریر کیے ہین۔ علی ابن عباس مجوسی نے عربی طب کے ابتدائی حالات اور اس کے منزل بمنزل ترقی کے سب سے بہتر حالات لکھے ہین۔ یہ شخص حاکم حلب کے دربار کا سب سے بڑا عالم تھا۔ اسکی تصنیف الملکی علم طب کے معلومات کا سب سے بڑا ذخیرہ تھا حتی کہ قانون ابو سینا نے اسکو منسوخ کر دیا۔ الرازی جو دسوین صدی کا ایک مشہور و معروف حکیم ہے طب کے علاوہ دوسرے علوم مین بھی کامل ماہر تھا۔ پہلے وہ رے کے مریض خانون کا رئیس الاطبا تھا۔ اور اسکے بعد وہ مدرسہ بغداد کا معلم مقرر ہوا اسکی تصنیف الحاوی مرضون کے بیان مین سب سے زیادہ مشہور کتاب ہے اسنے الکحل کے کشید کے تراکیب اور خصوصاً چیچک کے مرض پر بہت بڑی بحث کی ہے اس کے مقالات آب وہوا۔ موسم اور انسانی طبیعت پر نہایت فلسفیانہ اور عالمانہ ہین مرض کے متعلق اسکی محققانہ تحریر واقعی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ وہ اپنے تجارب اور خداداد ذہانت مین بے مثل تھا۔

مگر الرازی سے بھی بڑھکر عرب کا مشہور طبیب اور فلسفی بوعلی سینا ہے۔ جسکو اہل یوروپ اوی سینا کہتے ہین۔ طبی دُنیا مین وہ بقراط اور جالینوس سے کم ہی مشہور ہے۔ یہ ۹۸۰ع مین بخارا مین پیدا ہوا اور بغداد مین اسنے اپنے

علوم کی تکمیل کی۔ علاوہ طبابت کے وہ طبیعات منطق۔ فلسفہ۔ تاریخ۔ ریاضی
ادب ولغت وغیرہ کئی علوم کا بھی ماہر تھا۔ کچھ عرصے تک یہ ہمدان کے بادشاہ کا وزیر
اور طبیب خاص رہا اور جب اسکی علمی اور طبی شہرت بہت پھیلی تو سلطان محمود غزنوی
نے اپنے دربار مین بلایا۔ مگر اسنے انکار کردیا۔ اور سلطانی عتاب کے خوف سے جرجان
چلا گیا۔ جہان اسکی شہرت طب اور فلسفے کی مرتے دم تک قائم رہی۔ اسکی تصانیف
قانون اور شفا صرف اسلامی دُنیا ہی مین قدر ومنزلت کی نگاہ سے نہین دیکھی جاتی
بلکہ زمانہ وسطے مین تقریباً ۶۰۰ برس تک یورپ کی تمام یونیورسٹیون مین اسکی
کتاب درس مین داخل تھی۔

دوا سازی مین بھی عرب خوب ماہر تھے۔ اُنھون نے سب سے پہلے دواخانون کا
قیام اجزاؤن کی کیمیائی ترکیب دینے۔ اور دواؤن کے بنانے کے اصولون کا
رواج دیا ہے۔ عربی دواخانون پر ایک مفتش مقرر ہوتا تھا۔ جو دواخانون کا
معائنہ کیا کرتا۔ اور دواؤن کے بجائے دوسرے اجزا فروخت کرنے والے یا
مقرر سے زیادہ قیمت لینے والون کو سزائین دیتا۔ بہت سے اجزا خانون کے
نام مثلاً نفتہ۔ کافور۔ سیرپ۔ جیلیب۔ عربی نامون سے نکلے ہین اور زیروب
اجزا سازی مین زیادہ ماہر تھا۔ اسکی کتاب مین مفرد اور مرکب ادویات کی
مفصل شرح کی ہوئی ہے۔ زہریلی دواؤن کے لیے تریاق کی جستجو اسکا سب سے
عزیز مشغلہ تھا۔ جراحی مین عربون نے اگرچہ زیادہ توجہ نہ کی۔ کیونکہ مُردون کی چیر پھاڑ
اسلامی اصول کے خلاف تھا جب تدریجی ایک طبیب نے کسی مفتی سے اس
بارے مین استفتا کیا تو مفتی صاحب نے جواب دیا کہ خود ایسا سوال کرنا بھی خلاف

اسلام ہے۔ اس لیے عربون نے جراحی اور تشریح اجسام کے لیے جانورون کی لاشون یا یونانیون کی تحقیقات پر بس کیا ہے۔ مگر باوجود اس کے عربون مین بعض جراح نے واقعی قابل قدر تحقیق اور ترقی کی ہے۔ علی ابن عباس نے پہلے جراحی کی تحقیقات کی ابتدا کی۔ اس کا بیٹا آنکھون کے مرض کا محقق سمجھا جاتا ہے۔ موتیا بند کے لیے ابن سینا نے دبا دینا بہتر سمجھا ہے۔ مگر اسکی راے ہے کہ اسکو چیر کر نکال دینا چاہیے۔ اسکی جراحی کی تصنیف تین حصون مین منقسم ہے۔ پہلے حصے مین کاسٹک کے استعمال دوسرے مین جراحی کے قابل امراض اور تیسرے مین اصول جراحی۔ ابوالقاضی نے جراحی کے مختلف آلات کو بیان کیا ہے۔ بہت سے موجودہ آلات جراحی اسی کی ایجاد مین سے ہین۔ خود لینسٹ کا لفظ اسکے النسل سے ماخوذ ہے۔ یہ ایک قسم کا چاقو نسون کی جراحی کے لیے مخصوص تھا گلے کے رطوبت جذب کرنے کے لیے لمبا ربڑ جس کے سرے پر اسپنج لگا ہوتا ہے۔ اسی نے نکالا ہے۔ قصیری نے لکھا ہے کہ اسکورسل مین ایک کتاب عرب کی جراحی پر موجود ہے جسمین آلات جراحی کی تصاویر بھی بنی ہوئی ہین۔

علم نباتات جو طبابت کی ایک شاخ ہے۔ اسمین بھی عربون نے خاصی ترقی کی تھی۔ خود موجودہ لفظ باٹنی نباتات سے نکلا ہے۔ رازی۔ علی ابن عباس۔ اور ابو سینا نے بہت سی جڑی بوٹیون کے حالات لکھے ہین۔ مگر ابن ابیطار ملاغہ کا رہنے والا خصوصاً علم نباتات مین سب سے زیادہ مشہور و معروف گذرا ہے۔ نباتاتی تحقیقات کے شوق مین اسنے ایشیا۔ یوروپ اور افریقہ کا سفر کر کے

ہرموسم اور آب وہوا کی پیداوار کی آزمائش مین ایک بہت بڑا زمانہ صرف کر دیا۔ اسکی تصنیف تین حصّون پر منقسم ہے۔ پہلی نباتات کی ماہیت اور خاصیت پر دوسری معدنیات اور دھاتون پر۔ تیسری حیوانات پر۔ اسکا انتقال بارھوین صدی عیسوی مین دمشق مین ہوا ہے قصیری نے ایک دوسرے مشہور عالم نباتات کا ذکر کیا ہے جسکا نام ابن خار اتھا۔ اور جو سلطان الںصر کے نباتاتی باغ کا منتظم تھا۔ البیرونی جو ریاضی اور ہیئت کے لیے مشہور ہے۔ چالیس برس تک ہندوستان مین گھومتا گیا۔ اس کی ایک کتاب جواہرات پر نہایت محققانہ ہے۔

علوم کیمیا مین عرب تقریبًا موجد خیال کیے جاتے ہین۔ ان کے پہلے یہ علم نجوم اور سحر کی سی خرافات باتون پر مبنی تھا۔ عرصے تک عرب کے بوالہوس بھی کیمیا کے آب حیات اور سنگ پارس کی جستجو مین رہے۔ آخرکار کیمیا کے بہت سے راز عربون پر انکشاف ہونے لگے اور اُنکو بہت مشاہدات حاصل ہونے علم کیمیا دوائیون کی تراکیب اجزا مین بہت کارآمد ثابت ہوئی۔ رازی غالبًا پہلا طبیب ہے جسنے کیمیاوی اجزا کے دریافت کو مدارج ترقی پر پہونچایا ہے۔ عربون نے بہت سے عناصر کے خاصیت دریافت کرلی تھین۔ عرق کے کشید کرنے کے طریقے کے وہی موجد ہین۔ چنانچہ انگریزی کا الابنک عربی عبیق سے نکلا ہے۔ تین معدنی تیزاب (یعنی گندھک۔ شورے اور نمک) کا علم عربون کو تھا۔ انکلی خود عربی لفظ نقلی سے نکلا ہے جو پوٹاش کا مرادف ہے الکحل کے کشید کی تراکیب۔ پارے کے مرہم۔ سنکھیا۔ توتیا کسیس۔ شورے۔ پھٹکری۔

نوسادر کی دریافت سے ثابت ہوتا ہے کہ عربون نے علم کیمیا کو خاصی ترقی دی تھی
عربون کا سب سے مشہور کیمیا دان حاران کا رہنے والا گبر یا جابر تھا - جو آٹھ صدی عیسوی
مین پیدا ہوا - اسکی تصنیفات سے بہت سے کیمیائی تراکیب کا مفصل حال معلوم ہوتا
ہے - نمک اور شورے کے تیزاب کے ملانے سے جو تیزاب سونے کو گلا دینے والا
پیدا ہوتا ہے اسکا بھی علم اسکو تھا - عرب پوٹاش اور سوڈے سے بھی واقف
تھے اور ان کے کاربونیٹ اور انکا ایڈیٹ بھی - وہ یہ بھی جانتا تھا کہ پوٹاس
اور سوڈا گندھک کو حل کر لیتے ہین - اور اسنے اس ذریعے سے ان اجزا کو خالص نکالا
تھا - جابر کی تصنیف سے جسکا ترجمہ لاطینی مین ہوا ہے صرف چار چھوٹی کتابین باقی
ہین - بقول ڈی ہربلاٹ اسکی تصانیف پانچسو جلدون مین تھین - اس کے بہت سے
کیمیاوی تجارب یوروپ مین اٹھارہ صدی تک مانے جاتے تھے - اسپرینگل کا قول
ہے کہ اب بھی کیمیا اور طب کی بیشمار معلومات کیمیا دانون کو مفید ثابت ہوسکتی ہین
اگر وہ رازی - موسے - گبر - ابن سینا کی کتابون کا اصل مین مطالعہ کرین -

عربون کی علم ہیئت کا سب سے زیادہ ترقی کا زمانہ مامون رشید کا ہے - اسنے تمام
قدیم ہیئت دانون کی تحقیقات کا ایک ضخیم خلاصہ لکھوایا ہے اور اپنے اخراجات سے
بیش قیمت آلات بھی بنوائے ہین - عراق کی سطح زمین مشاہدہ آسمانی کے لیے سب سے
زیادہ موزون تھی - عرب کے حکیمون نے پہلے سنار اور دوسری دفعہ کوفہ کے میدان مین
کرۂ زمین کے ایک درجے کی صحیح پیمائش کی اور اسطرح تمام خط استوا کی لمبائی کا
۲۴ ہزار میل تخمینہ کیا ہے - جس طریقے سے اسکی پیمائش کی گئی تھی اُسکو ابوالفدا نے
ابن خلکان کی روایت پر مفصل بیان کیا ہے - عرب کے مشہور ہیئت دانون مین